

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کا ترجمان

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

سرگودھا

فقیہ

ماہنامہ

شمارہ 4

اپریل 2014ء

جلد نمبر 3

سنگساری
کی شرعی
حیثیت

فقہ حنفی
کی خصوصیات
اور مقبولیت

عاق نامہ
شریعت کی
نظر میں

معصوم شہقتیں
تبلیغی جماعت
کے عالمی امیر کی
وفات حسرت آیات

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

کا تاریخ ساز اجتماع

87 جنوری لاہور و سرگودھا
www.ahnafmedia.com

شمارہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ

شخصی
حوادث

فارغ التحصیل علماء، ائمہ مساجد، خطباء اور طلباء کے لئے

چوتھا سالانہ دورہ تحقیق المسائل

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سکر



31 مئی 2014ء بروز ہفتہ، صبح 7:30 بجے تا
12 جون 2014ء بروز جمعرات، 11 بجے دن



مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ، بانی مرکز، عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ، چیف ایگزیکٹو، اہناف میڈیا سروس

بشارت عظمیٰ فارغ التحصیل علمائے کرام کے لیے 9 واں ایک سالہ

داخلہ 10 تا 15 شوال 1435

تخصّص فی تحقیق والدعوة

Contact Us

03326311808

نوٹ: موسم کے مطابق بستر ہمارا لا نا ضروری ہے

0483881487 • 03467357394

Live at: ahnafmedia.com • Email: markazhanfi@gmail.com

مجاہد: انتظامیہ مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

مرکز
بشارت
السنۃ
والجماعۃ
سرگودھا

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
سرگودھا
کے زیر اہتمام

برائے خواتین

پہلا سالانہ اجتماع

20 اپریل 2014ء بروز اتوار

صبح 9:00 تا 12:00 دوپہر

زیر نگرانی
مکرم اسلام مولانا
محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

امیر: مائی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

www.ahnafmedia.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

048-3881487 - 0346-7357394

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کا ترجمان

فقیہ سرگودھا ماہنامہ

شمارہ 4

اپریل 2014ء

جلد نمبر 3

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ
نگران شعبہ رسائل و جرائد

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

انجینی ہولڈرز ممبر لگائیں اور ہدیہ دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک

35 ڈالر..... سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک

25 ڈالر..... سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر..... سالانہ

● آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ



بھی کر سکتے ہیں

www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر

0332-6311808

Contact Us

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

300 سالانہ
زرتعاون روپے

www.ahnafmedia.com

mag@ahnafmedia.com

ماہنامہ مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا

معصوم شفقتیں

تبلیغی جماعت کے عالمی امیر مولانا زبیر الحسن رحمہ اللہ کی یاد میں

اداریہ

انڈیا کے شہر ”کاندھلہ“ کو بیسیوں اولیاء اللہ کے آبائی وطن ہونے کا شرف حاصل ہے۔ 30 مارچ 1950ء کی بات ہے کہ اسی شہر میں خانوادہ قطب العالم میں مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ کے گھرانے میں وہ بچہ پیدا ہوا جس نے ساری زندگی اسلام کی اشاعت میں کھپادی یعنی مولانا زبیر الحسن کاندھلوی رحمہ اللہ۔

مولانا موصوف نے 1971ء میں جامعہ مظاہر العلوم سہارنپور سے سند فراغت حاصل کی، جمعۃ المبارک مورخہ 10 فروری 1978ء کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ۔۔ مولف فضائل اعمال سے اجازت بیعت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت رحمہ اللہ کی ساری زندگی مخلوق خدا کو خالق کے در پر لانے میں گزری، عالمگیر دینی و تبلیغی جماعت کی سربراہی و ذمہ داری نبھاتے ہوئے عالم اسلام کی رشد و ہدایت کے لیے ذریعہ بنے۔ کم گوئی آپ کا بنیادی وصف تھا، لیکن اکثر تبلیغی و دینی اجتماعات میں پر سوز دعائیں آپ ہی کرایا کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ دو سال قبل رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کے موقع پر جب میں حویلی میں بزرگوں کی زیارت کے لیے حاضر ہوا تو ایک عطر کی شیشی حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں ہدیہ پیش کی، جسے آپ نے ازراہ شفقت اسے قبول فرمایا اور خوب دعاؤں سے نوازا۔

بچوں کی معصوم حرکتیں اور بزرگوں کی معصوم شفقتیں دونوں کو نہیں بھلایا

جاسکتا۔ آپ کو آخر عمر میں کئی بیماریوں نے آگھیرا تھا، بالآخر طویل علالت کے بعد دوران علاج نئی دہلی کے ایک اسپتال میں انتقال ہو گیا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ جنازے میں اولیاء اللہ، شیوخ الحدیث، مفتیان کرام، علماء عظام، طلباء کرام، ائمہ مساجد، حفاظ کرام، قراء کرام، مجاہدین اسلام، تبلیغی جماعت اور دیگر مختلف طبقات سے تعلق رکھنے والے لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کے تمام پسماندگان بالخصوص مولانا ظہیر الحسن، مولانا محمد شعیب اور حافظ محمد خسیب کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آج ہم سب تعزیت کے مستحق ہیں۔

میری تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کے درجات میں ترقی کے لیے دعا فرمائیں، ان کے لیے خاص طور پر ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں، بالخصوص راقم سے تعلق رکھنے والے تمام جماعتی احباب اور کارکنان اس کا بھرپور اہتمام کریں۔

اصل میں حضرت رحمہ اللہ کی تعلیمات جو اب کیسٹوں، کتابوں کی صورت میں موجود ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے ان کی تعلیمات کو اپنی زندگیوں کو میں لانے کی کوشش اور فکر کی جائے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا بھر میں چار سو پھیلی ہوئی تبلیغی جماعت ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے اور تبلیغ کے عالمی مشن کو ان کے اخلاص کی بدولت مزید وسعتیں عطا فرمائے اور اس کی نافعیت کو عام فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

والسلام

محمد ریاض لکھنؤ

مرکز اہل سنت والجماعت کا تاریخ ساز اجتماع

مولانا محمد کلیم اللہ

عالمگیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہونے کے ناتے ہمارا دینی منصب بھی ”عالمی“ ہے۔ ہم تمام بے دین اور دین بیزار گروہوں سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اپنی نسبت ”اہل سنت والجماعت“ کی طرف کرتے ہیں اور اس کے بھی باہمی اور بین الاقوامی مسلکی پلیٹ فارم پر ”اتحاد“ کے داعی ہیں۔

اس حوالے سے ہم ملک بھر بلکہ بیرون ممالک میں بھی اپنی خداداد صلاحیت اور حسب استطاعت دینی و مسلکی فضا کو ہموار کرنے میں مصروف عمل ہیں ہماری اس محنت اور کاوش کی مختلف جہات ہیں: درس و تدریس، تعلیم و تعلم، وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف، سمر کورسز، بیعت و سلوک، اصلاح و ارشاد قوت دلیل سے تقریر و بیان وغیرہ۔ اللہ کے فضل اور محض کرم سے ہم ہر میدان میں اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ اسی تسلسل کی ایک کڑی مورخہ 2 مارچ 2014 بروز اتوار صبح 9:00 تا شام 4:00 بجے تک ہمارے ادارے مرکز اہل سنت والجماعت سرگودھا میں چھٹا سالانہ اجتماع منعقد ہوا۔ قرآن، سنت اور فقہ کی اشاعت و تحفظ کے اس عالمی ادارے میں منعقد ہونے والے روح پرور اور تاریخ ساز اجتماع کی جھلک ملاحظہ ہو۔

ہمارے مشن، کاہن اور ادارے سے محبت رکھنے والے درد مند لوگ اجتماع سے دو تین دن پہلے آکر انتظامی معاملات میں ہمارے دست و بازو بنے رہے۔ اجتماع کو دو نشستوں میں تقسیم کیا گیا، پہلی نشست صبح 9:00 بجے سے 12:30 تک جبکہ دوسری نشست نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد 2:00 بجے سے شام 4 بجے تک جاری و ساری رہی۔

پہلی نشست کی ترتیب کچھ اس طرح تھی۔

پہلے تلاوت کلام اللہ شریف کی سعادت قاری صفی اللہ [پشاور] نے حاصل کی اس کے بعد نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مداح رسول جناب خضر حیات حیدری تشریف لائے۔ جنہوں نے ہدیہ نعت کے بعد منقبت صحابہ و اہل بیت پر بھی اشعار سے سامعین کو محفوظ کیا۔ اس کے بعد باضابطہ بیانات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ آزاد کشمیر سے تشریف لانے والے مولانا قاضی نوید حنیف نے بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں امت کے جلیل القدر ائمہ کرام پر اعتماد کرنا ہو گا اور ان کی مجتہدانہ صلاحیتوں سے ماخوذ مسائل پر بلا کم و کاست عمل کرنا ہو گا۔

مفتی عبدالواحد قریشی نے قرآن پاک کی تقریباً 30 سے زائد آیات سے حدیث شریف کی حجیت پر مدلل اور مفصل گفتگو کی اور برملا کہا کہ جو لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان [حدیث مبارک] پر ایمان نہیں لاتے اور حدیث کو حجت نہیں مانتے دراصل وہ منکرین رسالت ہیں۔

اس کے بعد مولانا عبدالقدوس گجر نے علماء اہل السنۃ والجماعت [دیوبند] کی علمی خدمات کا مفصل تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ قرآن کریم کی تفاسیر، کتب حدیث، شروح حدیث، فتویٰ و افتا، بیعت و سلوک میں ان علماء کرام کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام وسائل کے ساتھ خوبصورت انداز میں پیش کی۔

بعد ازاں فیصل آباد سے تعلق رکھنے والے نامور عالم دین مولانا محمد نواز نے احناف اور سعودی عرب کے مفتیان کرام کے باہمی احترام کا ذکر خیر کیا اور ساتھ ساتھ ان لوگوں کا تذکرہ بھی کیا جو اپنی جھوٹی نسبتیں ان سے استوار کرتے ہیں۔

جھنگ سے تعلق رکھنے والے اس مرد قلندر کو کون ہے جو نہیں جانتا۔ مولانا

ابو ایوب قاردی۔ موصوف نے دین محمدی میں مناظرہ کی شرعی حیثیت پر گفتگو کرتے ہوئے بر ملا کہ ہم خواہ مخواہ مناظرے کے شوقین نہیں لیکن اگر کوئی ہمارے عقائد اور متفقہ مسائل پر حملہ آور ہو گا تو ان شاء اللہ اصول و ضوابط کے مطابق اس کا شوق پورا کریں گے ہم اپنے مسلک کا تحفظ کرنا جانتے ہیں ہم بلا وجہ چیلنج بازی سے قطعاً اجتناب کرتے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اکرم طوفانی نے کہا کہ ہمیں سب کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے صدقے ملا ہے۔ حکمرانوں کو ملکی آئین کے مطابق قادیانیوں کے اسلام دشمن سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھنی چاہیے تاکہ آئین کی بالادستی کرتے ہوئے جہاں وطن عزیز کی سالمیت اور بقا کا تحفظ ہو گا وہاں قادیانیوں کی تکفیری مہم بھی بند ہوگی۔

پہلی نشست کے آخر میں بزرگ رہنما مولانا قاضی ارشد الحسینی [حضور اٹک] نے اجتماع کے منتظمین کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہ مولانا محمد الیاس گھمن کو اللہ جزائے خیر دے یہ ہمارے مسلک کے داعی بھی ہیں اور محافظ بھی ہیں۔

نماز ظہر کے بعد اجتماع گاہ کی قفایتیں کھولنی پڑ گئیں کیونکہ عوام کی کثیر تعداد کے لیے یہ جگہ ناکافی ہو چکی تھی دوسری نشست کا آغاز قاری محمد عبداللہ [مردان] کی پرسوز تلاوت سے ہوا۔ مرکز اہل السنۃ والجماعت کے شعبہ حفظ القرآن الکریم کے استاد قاری مقصود احمد حنفی نے اپنا کلام پیش کیا۔ اس کے بعد مرکز ہی سے مکمل قرآن کریم حفظ کرنے والے 9 بچوں کی دستار بندی ہوئی اور ان کے والدین اور اعزہ واقارب کو مبارک باد دی گئی۔

ملک پاکستان کی نامور روحانی شخصیت پیر عزیز الرحمان ہزاروی نے اتباع رسول اور محبت رسول کے عملی تقاضوں پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اصل میں اگر ہم

ظاہر اور باطن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن جائیں تو خدا بھی ہم سے محبت کرے گا اور ہماری تنزیلی والی کیفیت بھی ترقی میں بدل جائے گی۔ اسی اثنا میں وہ لمحہ بھی آیا جب سارا مجمع رقت انگیز ہو گیا۔ پیر ہزاروی نے فرمایا کہ میرے پاس بیت اللہ شریف اور روضہ رسول شریف کے غلاف کا ایک ایک ٹکڑا ہے آج میں اس شخص کے چہرے پر اس کو ملوں گا جو میرے ساتھ بھرے اجتماع میں یہ عہد کرے کہ وہ آئندہ اپنے چہرے کو سنت رسول سے محروم نہیں کرے گا۔ اس کے بعد وہ دونوں متبرک اور مبارک ٹکڑے مولانا محمد الیاس گھمن کے حوالے کیے جنہوں نے شرکاء اجتماع کے چہروں پر ملا۔ اجتماع کے شرکاء ٹوٹ ٹوٹ کر اس سعادت سے مستفید ہو رہے تھے۔

اس کے بعد احناف میڈیا سروس کی تیار کردہ مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا کی تعارفی ڈا کو منٹری پروجیکٹر پر پیش کی گئی جس میں مرکز کے تمام شعبہ جات کا مختصر مختصر تعارف دکھایا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اس اجتماع کی مکمل کارروائی www.ahnafmedia.com پر براہ راست نشر کی جا رہی تھی۔

شیخ الحدیث مفتی محمد زاہد نائب مہتمم جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد نے علوم رسالت کو عام کرنے میں علماء کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور اخلاق پیغمبر پر بے مثال گفتگو فرمائی۔

آخر میں اس قافلے کے روح رواں متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن نے شرکاء اجتماع بالخصوص مہمان علماء و مشائخ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا:

”ہم اپنے عقیدے اور مسلک کی اشاعت اور تحفظ میں ہر ممکن کوششیں کر رہے ہیں۔ ہم گالی اور گولی کی زبان استعمال نہیں کرتے بلکہ ہماری بات دلائل سے

ہوتی ہے۔ ہمارے اسلاف میں بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اس امت کے چراغ ہیں جو مسائل قرآن و سنت میں پہلے سے موجود تھے انہوں نے اپنی خداداد فراست و بصیرت اور ذوق اجتہاد سے نکال کر تاقیامت امت پر احسان عظیم فرمایا ہے انہوں نے کہا کہ انسان کا جسم زمین والی مٹی سے بنا ہے اس لیے اس کی ضروریات بھی زمینی ہیں اور اگر خراب ہو جائے تو علاج بھی جسم کا طبیب ڈاکٹر کرے گا اسی طرح روح آسمان سے آئی ہے اس کی ضروریات بھی آسمانی یعنی وحی الہی ہے اور اگر خراب ہو جائے تو اس کے طبیب کو رسول کہتے ہیں۔ ہماری محنت کا طرز یہ ہے کہ ہم پہلے اپنا عقیدہ اور مسئلہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد اپنے بیان کردہ عقیدے اور مسئلے کی دلیل بیان کرتے ہیں اگر کوئی شخص ہمارے عقیدے یا مسئلے پر شبہات پیش کرتا ہے تو ہم اس کا شبہ پیش کر کے جواب دیتے ہیں ہماری بات ذاتیات پر نہیں بلکہ نظریات پر ہوتی ہے۔ ہم تشدد کی بجائے تسد کے قائل ہیں اور مذہبی تعصب کی بجائے مذہبی تصلب کے خواہاں ہیں۔ جیسے کسی بھی ملک کی فوج اس ملک کی جغرافیائی سرحدات کی محافظ ہوتی ہے اس طرح ہم [علماء] اسلام اور مسلک اہل السنۃ والجماعت کی نظریاتی سرحدات کے محافظ ہیں۔ ہم صرف اور صرف اہل باطل کے خلاف اپنی صلاحیتیں کھپاتے ہیں انہوں کے خلاف ہر گز ہر گز کوئی ایسی بات نہیں کرتے۔“

اجتماع گاہ میں انتظامیہ کی طرف اگرچہ ہزاروں افراد کی گنجائش رکھی گئی تھی لیکن عوام سے یہ جگہ بھی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی اور پنڈال اپنی بے پناہ وسعت کے باوجود از حد تنگ نظر آ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کو اور دنیا بھر کے دینی اور مذہبی اجتماعات کو قبول فرمائے اور عافیت کے ساتھ اشاعت و حفاظت دین کا ذریعہ بنائے۔ اس کی نافعیت کو مزید عام فرمائے اور ہماری نجات کا ذریعہ بنائے۔

سنگساری کی شرعی حیثیت

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

(امیر: اتحاد اہل السنۃ والجماعت العالمی)

محترم جناب جاوید چوہدری صاحب!! چند دنوں سے آپ کے کالمز میں اسلامی و شرعی احکامات سے متعلق باتیں دیکھنے میں آرہی ہیں۔ بالخصوص اسلامی حدود اور اسلامی ریاست میں نافذ کی جانی والی سزاؤں کے بارے میں ایک حکم سنگساری سے متعلق آپ کا کالم پڑھنے کو ملا۔ چونکہ راقم ملک سے باہر اپنے دعوتی سفر پر تھا اس لیے بروقت جواب دینے میں تاخیر ہو گئی۔ آپ کی صدق نیت اور اسلام سے متعلقہ معلومات سے آگاہی کا جذبہ یقیناً آپ کی اسلام سے محبت کی دلیل ہے یہ علماء کرام کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ دینی مسائل کا جواب خندہ پیشانی سے دیں ہمیں خوشی ہے کہ آپ نے علماء کرام سے اس بارے میں سوال کیا اور امید ہے کہ آئندہ بھی مذہبی معاملات میں علماء کی راہنمائی لیتے رہیں گے جہاں تک آپ کے کالم میں ذکر کردہ سوالات کا تعلق ہے تو ان کے جوابات حاضر ہیں۔

نوٹ: ہمارے ذکر کردہ دلائل آپ کے تسلیم شدہ دلائل کے علاوہ ہیں۔

سوال: آپ کا پہلا سوال یہ ہے کہ کیا قرآن مجید نے کسی جگہ زنا کاروں کو سنگسار کرنے کا حکم صادر کیا؟ اگر ہاں تو وہ آیات کہاں ہیں؟

جواب:

دلیل نمبر 1: ”وَاللّٰی یَأْتِیَنِ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِکُمْ فَاَسْتَشْهِدُوْا عَلَیْہِمْ اَرْبَعَةً مِنْکُمْ فَاِنْ شَہِدُوْا فَاَمْسِکُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَقَّأَھُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یُجْعَلَ

اللَّهُ لَهَنَّ سَبِيلًا“ جو بدکاری کرے تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ لاؤ ان پر اپنوں میں سے چار مرد، پھر اگر وہ گواہی دیں تو بند رکھو ان عورتوں کو گھر میں، یہاں تک کہ ان کو موت اٹھالے، یا اللہ ان کے لیے کوئی راہ مقرر کر دے۔ (سورۃ النساء: 15)

اس آیت میں ان عورتوں کے بارے میں جو زنا کی مرتکب ہوں حکم دیا گیا ہے کہ ان کے جرم پر چار مسلمان مردوں کی شہادت قائم کی جائے اور شہادت سے ان کا جرم ثابت ہو جائے تو ان کو گھروں میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ ان کے بار میں اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم نازل ہو جائے۔ اس کی تفسیر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کے ذریعے یہ فرمائی ہے کہ زنا کا مرتکب شادی شدہ (محسن) ہو تو اس کو رجم (سنگسار) کیا جائے اور غیر شادی شدہ (غیر محسن) ہو تو اس کو سو 100 کوڑے لگائے جائیں۔

كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ كَرِبَ لَذَلِكَ وَتَرَبَّدَ لَهُ وَجْهَهُ قَالَ فَأَنْزَلَ عَلَيْهِ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَقَى كَذَلِكَ فَلَمَّا سَرَى عَنْهُ قَالَ خُذُوا عَنِّي فَقَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهَنَ سَبِيلًا: الشَّيْبُ بِالشَّيْبِ وَالْبَكَرُ بِالْبَكَرِ، الشَّيْبُ جُلْدُ مِائَةِ ثَمَرٍ رَجَمَ بِالْحِجَارَةِ، وَالْبَكَرُ جُلْدُ مِائَةِ ثَمَرٍ نَفَى سَنَةً. (صحیح مسلم رقم 3200)

آپ علیہ السلام پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو اس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے چینی سی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور چہرہ انور کا رنگ بدل جاتا تھا۔ چنانچہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی تو آپ علیہ السلام پر یہی کیفیت طاری ہو گئی اور جب وحی کی یہ کیفیت ختم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے لیے راہ مقرر کر دی۔ شادی شدہ مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا سو 100 کوڑے لگانا اور پھر ”سنگسار“ کرنا ہے۔ کنوارے مرد و عورت اس کے مرتکب ہوں تو 100

کوڑے پھر ایک سال کی جلاوطنی۔

فائدہ: غیر شادی شدہ کے لیے ایک سال کی جلاوطنی انتظامی فیصلہ ہے۔

دلیل نمبر 2: اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اس آیت کی یہی تشریح و تفسیر صحیح بخاری جلد 2 ص 657 پر موجود ہے۔ قال ابن عباس رضی اللہ عنہما... لهن سببيل يعنى الرجم للشيب والجلد للبكر. یہ بالکل ایسے ہے جیسے نماز اور زکوٰۃ کا حکم قرآن مجید میں ہے اور نماز کیسے پڑھنی ہے؟ اور زکوٰۃ کیسے ادا کرنی ہے؟ اس کا طریقہ آپ علیہ السلام نے بتایا ہے اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ اس نماز اور زکوٰۃ کا قرآن کریم نے حکم نہیں دیا وہ خارج از ملت ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں زانی محسن [شادی شدہ] کی سزارجم [سنگسار] ہے۔ یہ بھی حق تعالیٰ شانہ نے ”أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا“ کے مجمل الفاظ میں ذکر فرمائی ہے اور پھر اس کی تشریح خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام نے بذریعہ وحی فرمائی ہے۔

دلیل نمبر 3: سورة المائدہ کی آیت نمبر 41 تا 50 یہود کے ”قصہ رجم“ کے متعلق نازل ہوئیں۔ جن کی وضاحت صحیح مسلم جلد 2 ص 70 پر موجود ہے۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم اللهم اني اول من احبني امرك اذا ماتوه فامر به فرجم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے تیرے اس حکم کو زندہ کیا جسے لوگوں نے بالکل چھوڑ دیا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر [اس شخص کو] رجم [سنگسار] کر دیا گیا۔

دلیل نمبر 4: امام بغوی رحمہ اللہ نے اس قصہ کا خلاصہ یہ نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودیوں میں ایک شادی شدہ جوڑے نے زنا کا ارتکاب کیا تھا۔ جس کے لیے ان کی شریعت [تورات] میں رجم [سنگساری] کی سزا مقرر تھی مگر یہودیوں نے خواہش

نفس کی پیروی میں اس پر عمل درآمد معطل کر رکھا تھا۔ جب ان کے یہاں یہ واقعہ پیش آیا تو اس خیال سے کہ ”شریعت محمدی“ ان کی شریعت تورات سے نرم ہے۔ انہوں نے یہ مقدمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھجوا دیا۔ چنانچہ ایک وفد ان مجرموں کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جسے یہود نے بطور خاص یہ ہدایت کی تھی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مطلب کے مطابق فیصلہ کریں تو قبول کر لینا ورنہ نہیں۔ وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر شادی شدہ مرد اور عورت زنا کا ارتکاب کریں تو ان کی کیا سزا ہے؟ [جواب دینے سے پہلے] آپ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم میرا فیصلہ مانو گے؟ انہوں نے اقرار کیا۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے کہ ان کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ ان لوگوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو بوکھلا گئے اور تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ آپ ان سے یہ فرمائیں کہ وہ آپ کے فیصلے کو ماننے یا نہ ماننے کے بارے میں ”ابن صوریہ“ کو حکم [ثالث] بنالیں اور ابن صوریہ کے حالات اور صفات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائے۔ آپ علیہ السلام نے یہودی وفد سے فرمایا: کیا تم اس نوجوان کو جانتے ہو؟ جو سفید رنگ کا ہے مگر ایک آنکھ سے معذور ہے؟ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم پہنچاتے ہیں۔ آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا علمائے یہود میں روئے زمین پر اس سے بڑا عالم نہیں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا اسے بلاؤ، چنانچہ اسے بلایا گیا۔ تو آپ علیہ السلام نے اسے قسم دے کر پوچھا کہ تورات میں اس جرم کی سزا کیا ہے؟ وہ بولا قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم آپ نے مجھ کو دی ہے اگر آپ مجھے قسم نہ دیتے تو مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ اگر غلط بیانی کروں گا تو تورات مجھے جلا ڈالی گی میں

کبھی ظاہر نہ کرتا۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کی طرح تورات میں بھی زانی کی سزا یہی ہے کہ ان دونوں کو سنگسار کر دیا جائے۔ مگر جب ہمارے اشراف میں زنا کی کثرت ہوئی تو کچھ عرصہ تک تو یہ رہا کہ اشراف کو چھوڑ دیتے اور پسماندہ طبقے پر حد جاری کرتے لیکن ہم نے یہ طے کیا کہ رجم کی بجائے ایک ایسی سزا مقرر کر دی جائے جو شریف و وضع سب پر جاری ہو سکے وہ تھی منہ کالا کر دینا جو تے لگانا اور گدھے پر الٹا سوار کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سن کر فرمایا ”اللہم انی اول من احیا امرک اذا ماتوا“ یا اللہ میں پہلا شخص ہوں جس نے تیرے حکم کو زندہ کیا، جبکہ انہوں نے اس کو مٹا ڈالا تھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ان دونوں کو رجم [سنگسار] کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ

1 اس حکم کو ”ما انزل اللہ“ [اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ] کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر عمل کرنے کا تاکید حکم فرمایا۔ اس معاملے پر کسی قسم کی رعایت روار کھنے سے ”لا تتبعہوا وھم“ [ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں] کہہ کر شدت سے منع فرمایا۔

2 جو لوگ اس ”ما انزل اللہ“ سے پہلو تہی کرتے ہیں ان کو دوڑ کر کفر میں گرنے والے اور زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنے کے باوجود دل کا کافر فرمایا۔ ”الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَقْوَاهِمَ وَلَمْ تَوْفِ قُلُوبُهُمْ“۔

3 جو اس حکم خداوندی کو تسلیم کر کے اس کے مطابق فیصلہ کرنے پر آمادہ نہ ہوں ان کو صاف صاف الفاظ میں کافر، ظالم اور فاسق فرمایا ہے۔ سورۃ مائدہ: آیت نمبر 44 تا 46

جب رجم کے حکم کی قرآن کریم اتنی شد و مد کے ساتھ تاکید کرتا ہے اور اس سے پہلو تہی کرنے اور تسلیم نہ کرنے والوں کو اسلام کے زبانی دعویٰ ارگردل کے

کافر، ظالم اور فاسق کہتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن کی کون سی آیت یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی سنت ہے جس نے اس شدید اور موکد حکم کو منسوخ کر دیا ہو؟

دلیل نمبر 5: صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایت [اختلاف الفاظ کے ساتھ]

موجود ہے: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دو شخص آئے ایک نے کہا کہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے دوسرے نے کہا ہاں! یا رسول اللہ واقعی ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کیجیے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اپنا واقعہ بیان کروں۔

آپ علیہ السلام نے فرمایا ہاں بیان کرو اس نے کہا میرا ایک بیٹا اس شخص کے ہاں نوکر تھا اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم [سنگساری] کی سزا جاری ہوگی، میں نے اس کے فدیہ میں اس شخص کو سو بکریاں اور ایک لونڈی

دی۔ پھر میں نے اہل علم سے دریافت کیا انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال جلا وطنی کی سزا ہے اور رجم [سنگساری] کی سزا اس کی بیوی پر

ہے: فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لا قضین بینکما بکتاب اللہ المائۃ الشاة والخادم رد علیک وعلى ابنک جلد مائة وتغريب عام واغدا انیس فاعدا الى امرأة هذا فان اعترفت فارجمها۔ (صحیح بخاری ج 2 ص 1008)

یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق ہی فیصلہ کروں گا اور وہ یہ ہے کہ تیری بکریاں اور لونڈی تجھے واپس کر دی جائیں گی اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں اور ایک سال کی جلا وطنی کی سزا جاری ہوگی اور ہاں اے انیس! تم اس شخص کی بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو ”رجم“ کرو۔

اس حدیث میں آپ علیہ السلام نے رجم [سنگساری] کی سزا کو قسم اٹھا کر کتاب اللہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر قرآن میں سنگساری مذکور نہیں ہے تو آپ علیہ السلام اس کو کتاب اللہ کی طرف منسوب کیوں کرتے؟

سوال نمبر 2:

آپ کا دوسرا سوال یہ ہے کہ ”نبی اکرمؐ سے منسوب سزا کے [اوپر بیان کردہ دونوں] واقعات کب وقوع پذیر ہوئے؟ یہ واقعات سورۃ النور کے نزول سے پہلے کے واقعات ہیں یا سورۃ النور کی ان آیات کے نزول کے بعد وقوع پذیر ہوئے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے زنا کی حد طے فرمائی، اگر یہ دونوں واقعات آیات کے نزول سے پہلے کے ہیں تو کیا پھر رجم درست ہے؟“

جواب:

دلیل نمبر 1: رجم [سنگساری] کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے جبکہ وہ اسلام ہی سات ہجری میں لائے ہیں۔ اسلم [ابو ہریرہ] عام خیبر۔ (عمدة القاری ج 1 ص 331)

دلیل نمبر 2: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے مزید کہا ہے ”واہن عباس انما جاء مع امه الى المدينة سنة تسع“ اس موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے اور انہوں نے اپنی والدہ کے ساتھ سن 9 ہجری میں مدینہ کی طرف ہجرت کی۔

دلیل نمبر 3: رجم [سنگساری] کا ایک واقعہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ سن 9 ہجری میں مسلمان ہوئے۔

دلیل نمبر 4: امت کے دو جلیل القدر محدث، علامہ ابن حجر عسقلانی اور علامہ عینی حنفی رحمہما اللہ دونوں فرماتے ہیں کہ اس بات پر دلیل موجود ہے کہ رجم کا حکم سورۃ

النور کے نزول کے بعد ہوا ”وقد قام الدليل على ان الرجم وقع بعد سورة النور“ کیوں کہ سورۃ النور کا نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے قصہ میں ہوا تھا اور یہ واقعہ سن 4، 5 یا 6 ہجری میں ہوا تھا۔

(فتح الباری ج 12 ص 120، عمدۃ القاری تحت باب رجم المصحن)

اس لیے واقعہ سن 9 یا 10 ھ کا ہی ہو سکتا ہے یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ سورۃ النور کے نزول کے بعد بھی یہ حکم برقرار ہے۔

سوال نمبر 3: آپ کا تیسرا سوال یہ تھا کہ ”کیا حیات طیبہ میں ان دو واقعات کے علاوہ کوئی تیسرا واقعہ موجود ہے؟“

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جی ہاں آپ کے ذکر کردہ دو واقعات کے علاوہ بھی کئی واقعات ایسے ہیں جو خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں رونما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی سزا رجم [سنگساری] نافذ فرمائی۔ چنانچہ

دلیل نمبر 1: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہما کی

حدیث تفصیلاً پہلے گزر چکی کہ آپ علیہ السلام نے زنا کے مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا تھا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! میں تمہارا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق کروں گا۔ چنانچہ خاتون نے جب اپنے گناہ کا اقرار کیا تو ”فامر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرجمت“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے رجم [سنگساری] کا حکم دے دیا، لہذا اس کو سنگسار کر دیا گیا۔

نوٹ: یہ روایت متعدد کتب حدیث میں موجود ہے مثلاً:

1: بخاری جلد 2 ص 1008

2: مسلم جلد 2 ص 69

3: ابو داؤد ص 606

4: نسائی ج 2 ص 308

5: ترمذی ص 172

6: ابن ماجہ ص 186

7: مؤطا امام مالک ص 349

دلیل نمبر 2: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نماز کے لیے گھر سے نکلی تو راستے میں ایک شخص نے اُسے پکڑا اور اپنے نفس کی پیاس بجھائی۔ اس پر وہ عورت چیخی چلائی تو وہ مجرم بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی دوران ایک آدمی وہاں سے گزرا تو وہ عورت (بدحواسی کی وجہ سے) یہ کہہ رہی تھی کہ اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔ اسی اثناء میں مہاجرین کی ایک جماعت بھی اُس عورت کی طرف آنکلی۔ تو وہ عورت یہی کہہ رہی تھی: ”اس شخص نے میرے ساتھ یہ برا کام کیا ہے۔“ چنانچہ یہ حضرات بھاگے اور اُس شخص کو پکڑ لیا جس کے بارے میں عورت کا خیال تھا کہ اُس نے اُس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ وہ اس شخص کو پکڑ لائے اور عورت سے پوچھا: یہی وہ شخص ہے؟ عورت بولی: ہاں! یہ وہی ہے۔ وہ اس شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے رجم [سنگسار] کر دیا جائے۔ اس سزا کا سننا تھا کہ اصل مجرم کھڑا ہو گیا اور حضور کی خدمت میں عرض کی: یا رسول اللہ! اصل مجرم میں ہوں، میں نے ہی اس کے ساتھ زیادتی کی۔

صورت حال واضح ہو جانے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا: جا (تو بے قصور تھی)، اللہ نے تجھے معاف کر دیا اور اُس بے قصور شخص سے بھی کلمات خیر

ارشاد فرمائے۔ پھر اصل مجرم کے بارے میں جس نے اُس عورت سے بدکاری کی تھی، ارشاد فرمایا: ”اَرجموہ“ اسے رجم کر دو۔ (ترمذی ج 1 ص 269)

دلیل نمبر 3: حضرت لجلان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں بازار میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک عورت بچے کو اٹھائے ہوئی گزری، لوگ اس کے ساتھ ہو لیے میں بھی ان میں شریک ہو گیا۔ عورت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچی، آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اس بچے کا باپ کون ہے؟ عورت خاموش رہی ایک نوجوان نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے پھر اس عورت سے سوال کیا، نوجوان نے پھر کہا: میں اس کا باپ ہوں۔ آپ علیہ السلام نے حاضرین سے تحقیق فرمائی کہ اس نوجوان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا کہ نہیں یہ تندرست ہے۔ آپ علیہ السلام نے اس نوجوان سے پوچھا: کیا تم شادی شدہ ہو؟ تو اس نے اثبات میں جواب دیا ”فامر بہ فرجم“ اس کے بارے میں حکم فرمایا پس اس کو رجم کر دیا گیا۔ (سنن ابی داؤد ج 2 ص 609، مسند احمد ج 3 ص 479)

دلیل نمبر 4: ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کتب حدیث میں مذکور ہے اس میں ہے کہ رجلاً زنی بعد احصان فانه یرجم۔ شادی شدہ شخص اگر زنا کرے تو اس کو رجم کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ج 2 ص 59، ابوداؤد ج 2 ص 598، نسائی ج 2 ص 165 تا 168)

یہ وہ روایات ہیں جن میں صراحتاً شادی شدہ زانی کی سزا رجم [سنگساری] نقل کی گئی ہے۔ ان تمام احادیث کو مجموعی نظر دیکھنے کے بعد اس امر میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ آپ علیہ السلام نے شادی شدہ زانی کی حد رجم [سنگساری] ارشاد فرمائی ہے اور کتب حدیث اور تاریخ میں دور نبوی کا کوئی ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا

جس میں آپ علیہ السلام نے ایسے مجرم کو سنگسار کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو۔

سوال نمبر 4: آپ کا سوال یہ ہے کہ ”نبی اکرمؐ کے بعد چار خلفاء راشد کا دور آیا؟ کیا خلفاء راشدین نے کسی کو پتھر مروائے؟ حضرت عمرؓ کے دور میں اسلامی ریاست 22 لاکھ مربع میل تک پھیل گئی، دنیا کی درجنوں ثقافتیں، زبانیں اور نسلیں اسلامی ریاست کے زیر سایہ آگئیں، حضرت عمرؓ کے دور میں اگر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تو حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے کیا سزا تجویز کی؟ کیا ان کے ادوار میں مجرموں کو پتھر مارے گئے؟ اگر ہاں تو کیا پتھر مارنے والوں کو خلیفہ کی رضا مندی حاصل تھی؟“

جواب: جی بالکل! خلفاء راشدین کے ادوار میں بھی شریعت کے اس حکم پر عمل کیا جاتا رہا۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

دلیل نمبر 1: عن انس رضی اللہ عنہ قال رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کا حکم نافذ فرمایا اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دور میں بھی جب ایسے واقعات پیش آئے تو دونوں خلفاء نے بھی رجم [سنگساری] کا حکم نافذ فرمایا۔ (مجمع الزوائد ج 2 ص 264 المطالب العالی ج 2 ص 116)

دلیل نمبر 2: مومنوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مشہور خطبہ تقریباً حدیث کی تمام معتبر کتب بالخصوص صحیح بخاری ج 2 ص 1008 میں موجود ہے: قال عمر لقد خشيت ان يطول بالناس زمان حتى يقول قائل لا نجد الرجم في كتاب الله فيضلوا بترك فريضة انزلها الله الا وان الرجم حق على من زنى وقد احصن اذا قامت البينة او كان الحبل والاعتراف وقد رجم رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم ورجنہا بعدہ۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں پر زمانہ گزرے گا تو کوئی کہنے والا کہے گا کہ ہم کتاب اللہ میں رجم [سنگساری کا حکم] نہیں پاتے پس وہ ایک ایسے فریضے کو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا چھوڑ کر گمراہ ہوں گے اور بے شک اس زانی پر جو شادی شدہ ہو رجم [سنگساری کی سزا] برحق ہے، جبکہ گواہی قائم ہو جائے یا حمل ظاہر ہو جائے یا وہ از خود اقرار کر لے..... بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رجم کی سزا نافذ فرمائی اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ سزا جوں کی توں نافذ کی۔

نوٹ: اس کے علاوہ بھی امام بخاری نے اس پر باب باندھ کر کئی اور بھی احادیث نقل فرمائی ہیں۔

امید ہے کہ آپ کو اپنے سوال (کہ ان دونوں واقعات میں اعتراف گناہ کے بعد سزا دی گئی، تفتیش یا گواہی کی بنیاد پر نہیں، کیا نبی اکرمؐ کے دور میں شکایت، گواہی اور تفتیش کی بنیاد پر بھی کسی کو سنگسار کیا گیا؟ اگر نہیں تو کیا ہم تفتیش کے بعد کسی کو سنگسار کر سکتے ہیں؟) کا جواب مل چکا ہو گا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے الفاظ ”اذا قامت البینۃ“ جب گواہ؛ گواہی دے دیں“ اس کی واضح دلیل ہے۔

دلیل نمبر 3: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی سزا کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ قدر جمت کہ اس عورت کو رجم [سنگسار] کر دیا گیا۔

(موطا امام مالک ص 686)

دلیل نمبر 4: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دور میں رجم [سنگساری] کی

سزا کا واقعہ موجود ہے۔ عن علی حین رجم المرأة یوم الجمعة قال رجمتها بسنة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - (صحیح بخاری جلد 2 ص 1006)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب جمعہ کے دن ایک عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم [سنگسار] کیا ہے۔
حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے علاوہ بھی بہت ساری روایات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے منقول ہیں۔ سردست ان حضرات کے نام لکھنے پر ہی اکتفاء کیا جاتا ہے۔

- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو بریدہ رضی اللہ عنہ
- حضرت جابر بن سمیرہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ
- حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
- حضرت نضر بن دہر رضی اللہ عنہ
- حضرت ہریر رضی اللہ عنہ
- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
- حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
- حضرت عبد اللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ
- حضرت ابو امامہ سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اجماع امت:

ظاہر بات ہے جس سزا پر قرآن کا حکم واضح طور پر موجود ہو، آپ علیہ

السلام کی احادیث متواترہ ہوں، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نافذ کردہ فیصلے موجود ہوں اس میں کسی مسلمان کو اختلاف کی گنجائش کب ہو سکتی ہے؟ چنانچہ صحابہ کرام سے لے کر آج تک امت اس بات پر متفق ہے اور اس پر اجماع ہے کہ شادی شدہ زانی کی سزا رجم (سنگساری) ہے، اس سلسلے میں چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر 1: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہدایہ کے مصنف امام مرغینانی [صاحب ہدایہ] لکھتے ہیں ”واذا وجب الحد مکان الزانی محصناً رجمہ بالحجارة حتی یموت۔۔۔ وعلی هذا اجماع الصحابة“ شادی شدہ زانی کی حد اس کو رجم کرنا ہے پتھروں کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مر جائے۔۔۔ اور اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے۔

(ہدایہ مع فتح القدیر ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 2: شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں ”(رجمہ بالحجارة حتی یموت) علیہ اجماع الصحابة ومن تقدم من علماء المسلمين“ اس پر صحابہ کرام کا اجماع ہے اور وہ علماء مسلمین جو پہلے گزر چکے ہیں۔ (ہدایہ مع فتح القدیر ج 5 ص 210)

دلیل نمبر 3: امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں ”واجمع العلماء علی وجوب جلد الزانی البکر مائة و رجم المحصن وهو الثیب ولم یخالف فی هذا احد من اهل القبلة“ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ غیر شادی شدہ زانی کی سزا سو کوڑے اور شادی شدہ زانی کی سزا رجم ہے اور اس کا اہل قبلہ میں سے کوئی مخالف نہیں۔

(شرح مسلم ج 2 ص 65)

دلیل نمبر 4: علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں لکھتے ہیں: قال ابن بطال اجمع الصحابة وائمة الامصار علی ان المحصن اذا زنی

عامداً غالباً مختاراً فعلیہ الرحمہ ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں صحابہ کرام اور ائمہ کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ محسن [شادی شدہ] زانی باختيار اور جان بوجھ کر زنا کرے تو اس کی سزا رجم [سنگساری] ہے۔ (فتح الباری ج 12 ص 143)

سوال نمبر 5: آپ کا سوال ہے کہ ”زنا کے گناہ کا فیصلہ کون کر سکتا ہے؟“

جواب: کتب فقہ میں آپ کے اس سوال کا جواب بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ یہ حق صرف قاضی وقت کو ہے۔

سوال نمبر 6: آپ کا سوال کہ ”کیا اسلام میں زنا کے علاوہ کوئی ایسا دوسرا گناہ‘ کوئی ایسا دوسرا جرم موجود ہے جس کی حدود کے لیے چار گواہوں کی ضرورت ہو؟“

جواب: اس کا جواب ہے کہ شریعت میں زنا جیسے فبیح جرم کے علاوہ کوئی ایسا گناہ نہیں جہاں سزا دیتے وقت چار گواہوں کی گواہی کی ضرورت پیش آئے۔

سوال نمبر 7: گواہوں کے متعلق آپ کا سوال یہ تھا کہ ”اور یہ چار گواہ بھی وہ لوگ ہوں جن کے تقویٰ، جن کی صداقت پر کوئی شخص اعتراض نہ کر سکے اور یہ چار صادق اور متقی لوگ اللہ کو حاضر ناظر جان کر یہ گواہی دیں، ہم نے یہ سارا عمل اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اگر کسی ایک گواہ کی صداقت یا تقویٰ چیلنج ہو جائے تو کیا اس کے باوجود حد نافذ ہو سکتی ہے؟“

جواب: گواہوں کے بارے میں کتب فقہ میں یہ بات بہت وضاحت کے ساتھ موجود ہے کہ ایسے گواہوں کی گواہی قبول ہوگی جن میں 5 شرطیں پائی جاتی ہوں:

العقل (سمجھدار ہو)، البلوغ (بالغ ہو)، الحریۃ (آزاد ہو)، الاسلام (مسلمان ہو) العفة عن الزنا (خود زانی نہ ہو)۔ (بدائع الصنائع ج 5 ص 498)

اگر کسی گواہ میں مذکورہ پانچ شرائط میں سے کوئی شرط ختم ہو جائے یا وہ اپنے موقف سے انکار کر لے تو شریعت نے انسان کی عزت و حرمت کا خیال کرتے ہوئے کہا ہے کہ حدود شبہات کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اس وجہ سے اب اس پر حد نافذ نہیں ہوگی۔ البتہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر تعزیری کارروائی کی جاسکتی ہے۔

سوال نمبر 8: آپ کا آخری سوال یہ ہے کہ ”کیا مجرموں کو سزا دینا ریاست کا کام ہے یا پھر یہ فریضہ عام لوگ بھی سرانجام دے سکتے ہیں؟“

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ حد نافذ کرنا یہ کام صرف ریاست ہی کا ہے ریاست سے مطالبہ کرنا عوام کا حق ہے عوام اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔ البتہ عوام کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو سزا دیں۔

اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو تمام سازشوں سے محفوظ فرما کر امن کا گہوارہ بنائے۔

قرآن و سنت کی نشر و اشاعت کا عالمی ادارہ

دَلائِلُ الْإِيْمَانِ

محمد الیاس رحمانی

کی تمام تالیفات، مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو، میموری کارڈز اور مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصنیفات کا مرکز

دَلائِلُ الْإِيْمَانِ 17- فرسٹ فلوئر بڈینگ سنٹر 40 اُردو بازار لاہور
0423-7350016, 0321-4602218

علماء دیوبند کی دینی خدمات (2)

کھ..... پروفیسر عبد المتین

علوم تجوید و قراءت قرآن مجید کے لب و لہجہ اور طرز ادا کی حفاظت کرنے والے علوم ہیں، متقدمین علماء کے نزدیک، علم تجوید، پر الگ تصانیف کا طریقہ نہیں تھا، بلکہ تجوید، علم الصرف، کا ایک نہایت ضروری باب تھا، متاخرین علماء نے اس علم میں مستقل اور تفصیلی کتابیں لکھیں، چنانچہ ”الرَّعَايَةُ“ محمد بن مکی رحمہ اللہ کی کتاب اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے، جو چوتھی بحری میں لکھی گئی علم قراءت الفاظ وحی کے اس اختلافی طرز ادا کو کہتے ہیں، جو کلمات قرآنیہ میں من جانب اللہ 7 سات قراءتوں کی حد تک اختلاف طرز تکلم نازل کیا گیا یہ الگ فن ہے، ائمہ قراءت اور علماء امت نے اس فن پر ہر دور میں مبسوط و مختصر کتب کے انبار تصنیف کیے، یہ تو علم تجوید و قراءت کی مختصر تاریخی حیثیت پر بات تھی۔

علماء دیوبند نے اس میدان میں بھی تجدیدی کارنامے انجام دیے، اور دیگر علوم و فنون کی طرح تشنگان علوم تجوید و قراءت کو بھی خوب سیراب کیا، دارالعلوم میں، تجوید و قراءت، کے پہلے استاذ حضرت قاری عبد الوحید رحمہ اللہ تھے، حضرت قاری طیب رحمہ اللہ اور ان کے بھائی قاری طاہر رحمہ اللہ قاری صاحب کے ہی ارشد تلامذہ میں سے ہیں، قاری عبد الوحید رحمہ اللہ تجوید و قراءت کے ممتاز و ماہر شیخ القراءت تھے، اور دارالعلوم کو یہ امتیازی حیثیت حاصل رہی کہ وہاں تجوید و قراءت کے فنون سے بھی علماء کو مزین کیا گیا، اور علوم عربیہ سے منسلک ہر قسم کے طلباء کے لیے تجوید و قراءت میں استفادہ لازمی تھا۔

دارالعلوم سے منسلک قراء کرام کے علمی و تصنیفی کارناموں کے لیے تو ایک دفتر چاہیے، بطور نمونہ کے چند کا ذکر کرتا ہوں۔

1۔ جمال القرآن، حکیم الامت مولانا الشیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

2۔ تجوید القرآن منظوم، حکیم الامت مولانا الشیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

3۔ تنشیط الطبع فی اجراء السجع، حکیم الامت مولانا الشیخ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

4۔ فوائد مکیہ، قاری عبدالرحمن مکی رحمہ اللہ

5۔ شرح عقیلہ رسم عثمانی، قاری عبدالرحمن مکی رحمہ اللہ

6۔ حاشیہ فوائد مکیہ، قاری عبدالملک رحمہ اللہ

7۔ حاشیہ شاطیئہ، قاری عبدالملک رحمہ اللہ

8۔ حاشیہ جمال القرآن، قاری حفظ الرحمن رحمہ اللہ

9۔ حاشیہ فوائد مکیہ، قاری حفظ الرحمن رحمہ اللہ

10۔ حاشیہ فوائد مکیہ، قاری محب الدین رحمہ اللہ

11۔ حاشیہ فوائد مکیہ، قاری محمد سعید رحمہ اللہ مفتی مظاہر علوم سہارنپور

12۔ حاشیہ فوائد مکیہ، قاری محمد شریف رحمہ اللہ

13۔ شرح جزری، ایضا

14۔ مُعَلِّمُ التَّجْوِید، ایضا

15۔ زینہ القرآن، ایضا

16۔ رسالہ فی تشریح حرف الضاد، ایضا

17۔ معارف التجوید، از قاری حبیب اللہ

18۔ تیسیر التجوید، از قاری عبدالحق سہارنپوری رحمہ اللہ

- 19- تنزیلُ الطبع فی اجراء السبع، از قاری تاج محمد رحمہ اللہ
 - 20- تسہیلُ البیان فی رسم القرآن، از قاری نذر محمد لکھنوی رحمہ اللہ
 - 21- ضوابطُ بناء التجوید، از قاری عبدالمعبد لکھنوی رحمہ اللہ
 - 22- شرح شاطبیہ، از قاری محمد سلیمان رحمہ اللہ مظاہر علوم سہارنپور
 - 23- شرح شاطبیہ، از قاری اظہار احمد تھانوی رحمہ اللہ
 - 24- شرح جزریہ، ایضا
 - 25- شرح شاطبیہ ضخیم، از قاری فتح محمد رحمہ اللہ
 - 26- شرح رائیہ، ایضا
 - 27- شرح جزریہ، ایضا
 - 28- شرح ناظم الزہر، ایضا
 - 29- ترجمہ تیسیر، للعلامہ الدانی رحمہ اللہ، از قاری رحیم بخش رحمہ اللہ
 - 30- ترجمہ وجوہُ المسفرہ، ایضا
 - 31- ہدیہ الوحید، از قاری عبد الوحید رحمہ اللہ
- یہ کتاب فن تجوید کی مبسوط، مکمل اور جامع کتاب ہے، بعد کے مختلف رسائل تجوید، جو برصغیر میں تصنیف ہوئے، کم و بیش سب مسائل کے وثوق و ثبوت کے لیے سند کے طور پر ”ہدیہ الوحید“ کا نام ہی ملتا ہے۔
- 32- حاشیہ خلاصہ البیان فی تجوید القرآن، از مولانا قاری سلیمان دیوبندی رحمہ اللہ
 - 33- ضیاء التجوید، ایضا
 - 34- راہنمائے تجوید المعروف بہ میزان التجوید، ایضا
 - 35- جواہر ضیائیہ شرح اردو متن شاطبیہ، ایضا انتہائی مفصل و جامع شرح ہے

- 36- فوائد مرضیہ شرح مقدمہ الجزریہ، ایضاً
- 37- مظاہر التجوید، از مولانا قاری سید محمد ابراہیم سہارنپوری رحمہ اللہ
- 38- تعلیم التجوید، از مولانا قاری رضوان نسیم مظاہری رحمہ اللہ
- 39- صریح النص فی روایت حفص، ایضاً
- 40- حاشیہ التیسیر، ایضاً
- 41- تحفہ الاخوان فی بیان احکام القرآن، از شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ
- 42- شرح خلاصہ البیان، عربی، از مولانا عاشق الہی بلند شہری رحمہ اللہ
- 43- ضروری مسائل قراءت، از مولانا قاری سلطان محمود رحمہ اللہ
- 44- تسہیل التجوید، از مولانا صدیق احمد رحمہ اللہ ہتورہ باندہ
- 45- میزان التجوید، از مولانا محمد ثناء دیوبندی رحمہ اللہ

آئیں

دیکھیں

پڑھیں

خریدیں

قرآن و سنت کی نشو و نما کا عالمی ادارہ

دارالانجمن



متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کی تمام تالیفات،
مدلل بیانات، آڈیو ویڈیو سی ڈیز، میموری کارڈز اور مسلک
اہل السنۃ والجماعۃ کے نامور مصنفین اور محققین کی تصانیف کا مرکز

شاپ نمبر 4 گلشن اردو بازار موٹی محل گلشن اقبال، کراچی

0334-2028787

عالم کوفہ سیدنا اسود بن یزید رحمۃ اللہ علیہ (2)

حضرت اسود اور تلاوت کلام اللہ:

دیگر عبادات کی طرح آپ تلاوت کلام اللہ بھی بکثرت فرمایا کرتے تھے اور رمضان المبارک میں اس کیفیت میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ چنانچہ مشہور فقیہ امام ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: کان الاسود یختتم القرآن فی شہر رمضان فی کل لیلین وینام فیما بین المغرب والعشاء وکان یختتم فیما سوی ذالک فی ستۃ۔

(سنن سعید بن منصور ج 2 ص 450)

ترجمہ: آپ رمضان المبارک کے علاوہ چھ دنوں میں قرآن کریم مکمل فرماتے تھے اور رمضان المبارک میں ہر دوسری رات میں قرآن مکمل فرماتے۔ اور ماہ رمضان میں مغرب اور عشاء کے درمیان آرام فرماتے۔

آپ کی تلاوت کا یہ معمول کئی معتبر کتب میں موجود اور مذکور ہے۔ اس سے آپ کی کلام اللہ شریف سے محبت اور لگن معلوم ہوتی ہے۔

نوٹ: قرآن کریم کتنے دنوں میں مکمل کرنا چاہیے اس بارے میں احادیث مختلف ہیں۔ مشہور محدث حضرت امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں قال بعضهم فی ثلاث و فی خمس و اکثرهم علی سبع۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث 5052 باب فی کم یقرأ القرآن)

بعض راویان حدیث کی روایت میں ہے قرآن مجید تین دنوں میں مکمل کرنا چاہیے، بعض پانچ دنوں کا کہتے ہیں اور اکثر راوی حضرات سات دن والی روایت نقل

کرتے ہیں۔

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے اس فرمان سے معلوم ہوا کہ تکمیل قرآن کریم کے لیے دنوں کی کوئی خاص حد مقرر نہیں جس میں کمی یا اضافہ نہ ہو سکتا ہو۔ امت محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والسلام میں اہل علم و عمل کی ایک بہت بڑی جماعت ایسی بھی ہے جو تین دن سے بھی کم میں قرآن کریم مکمل فرما لیتی تھی۔ جن میں حضرات صحابہ کرام بھی ہیں اور ائمہ محدثین و فقہاء بھی۔ بلکہ خود امام بخاری رحمہ اللہ کا اپنا معمول رمضان المبارک میں روزانہ ختم قرآن کا تھا۔

(الطبقات لابن سعد ج 2 ص 9)

ایک حدیث مبارک میں ہے کہ قرآن کریم کو کم از کم تین دن میں مکمل کرنا چاہیے۔ جبکہ دوسری طرف دیکھا جائے تو صحابہ کرام اور ائمہ دین کی ایک بڑی جماعت تین دن سے کم میں قرآن کریم مکمل فرماتی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ان حضرات کا یہ معمول حدیث کے خلاف ہے یا حدیث کا مطلب اور مراد کچھ اور ہے؟

شارحین حدیث نے اس کے مختلف مطالب بیان کیے ہیں۔ بخوف طوالت ان سب کو نقل نہیں کیا جاتا بلکہ صرف ایک پر اکتفاء کیا جاتا ہے جس سے حدیث کی مراد واضح ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ماضی قریب کے عظیم محقق اور محدث امام اہل السنۃ شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس حدیث کے دیگر بیان کردہ مطالب کے علاوہ ایک آسان مطلب یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد (تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم نہ کرو) امت پر شفقت اور ترحم کے سلسلہ میں ہے۔ تاکہ ان دنوں میں غور و فکر سے قرآن کریم پڑھا جائے اور اس کے معانی کو سمجھا جاسکے۔ کیونکہ ہر آدمی تو مثلاً امام شافعی رحمہ

اللہ نہیں کہ مسئلہ اجماع کو سمجھنے کے لیے تین دن میں نو مرتبہ قرآن کریم ختم کرے اور منتہائے نظریہ ہو کہ مسئلہ استنباط کرنا ہے۔ ہر ایک کو بھلا یہ مقام کہاں نصیب ہو سکتا ہے؟ (مقام ابی حنیفہ ص 243)

الحاصل: تین دن سے کم میں قرآن کریم مکمل کرنا ہر ایک کے لیے جائز بھی نہیں اور ناجائز بھی نہیں، بلکہ شخص بدلنے سے حکم بدل جائے گا۔ چنانچہ چند حضرات صحابہ اور ائمہ کرام کے بارے میں باحوالہ یہ نقل کیا جا رہا ہے کہ وہ تین دن سے کم میں قرآن کریم مکمل کیا کرتے تھے۔

نام	مدت تلاوت	حوالہ
حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شہادت 35ھ	ایک ہی رکعت میں پورا قرآن کریم ختم	کنز العمال ج 6 ص 372، ابن سعد ج 1 ص 52
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	وتر کی ایک رکعت میں پورا قرآن ختم	قیام اللیل للمروزی ص 61
حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ م 40ھ	رات بھر نماز میں پورا قرآن مجید ختم	طحاوی ج 1 ص 205 تہذیب ج 1 ص 511
حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ م 73ھ	ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم	طحاوی ج 1 ص 205، قیام اللیل ص 63
حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ شہادت 94ھ	ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم	قیام اللیل ص 64، تذکرہ ج 1 ص 72
حضرت مجاہد رحمہ اللہ م 103ھ	مغرب وعشاء کے درمیان ختم	کتاب الاذکار ص 48
ثابت بن اسلم بنانی م 123ھ	رات دن میں ایک قرآن مجید ختم	قیام اللیل ص 64
امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ م 193ھ	30 سال تک ایک قرآن روزانہ بوقت وفات 24 ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا۔	تذکرہ ج 1 ص 245، شرح مسلم ج 1 ص 10

امام عبد اللہ بن ادریس رحمہ اللہ م 192ھ	اپنی مختصر زندگی میں 4 ہزار مرتبہ قرآن ختم	تذکرہ ج 1 ص 261، شرح مسلم ج 1 ص 10، الجواہر المضئیہ ج 1 ص 272
محدث ابو حرہ واصل بن عبد الرحمن رحمہ اللہ م 152ھ	دن رات میں ایک قرآن مجید ختم	قیام اللیل ص 64
امام صالح بن کیسان رحمہ اللہ م 140ھ	بسا اوقات دن رات میں دو مرتبہ قرآن مجید ختم	قیام اللیل ص 64
امام منصور بن زاذان رحمہ اللہ م 131ھ	رات کو قرآن شروع کرتے اور چاشت کے وقت ختم اور دوسرا قرآن عصر تک ختم رمضان میں مغرب اور عشاء کے درمیان میں 2 مرتبہ قرآن ختم	طبقات ابن سعد ج 7 ص 60 تہذیب التہذیب ج 10 ص 307، قیام اللیل ص 64
امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ م 189ھ	20 سال تک رات میں ایک مرتبہ قرآن ختم بسا اوقات ظہر و عصر کے درمیان ایک بار اور مغرب و عشاء کے درمیان قرآن ختم	تہذیب الاسماء ج 2 ص 154، تاریخ بغداد ج 14 ص 141 تذکرہ ج 1 ص 275، الجواہر ج 2 ص 212 ، قیام اللیل ص 64
امام اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ رحمہ اللہ م 194ھ	ایک رات میں تہائی قرآن مجید ختم	خطیب بغداد ج 14 ص 337
امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ م 155ھ	سونے سے پہلے نصف قرآن مجید ختم	تذکرہ ج 1 ص 277
امام علی بن عبد اللہ الازدی رحمہ اللہ م 231ھ	رمضان میں ایک قرآن روزانہ ختم	تہذیب التہذیب ج 7 ص 359
امام رفیع بن مہران ابو عالیہ الریاحی رحمہ اللہ م 90ھ	رات میں ایک قرآن ختم	طبقات ابن سعد ج 7 ص 81

<p>الجواہر المصنئۃ ج 2 ص 524، خطیب بغدادی ج 3 ص 354، 356، 357</p>	<p>ایک قرآن دن کو ایک رات کو ختم امام ابن مبارک رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام صاحب 45 سال تک رات کو دو رکعتوں میں پورا قرآن مجید پڑھ لیتے تھے، حضرت خارجہ بن مصعب کا بیان ہے کہ کعبہ میں ائمہ کرام میں سے چار شخصیات نے قرآن کریم ختم کیا ہے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت تیمم داری رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، جناب یحییٰ بن نصر کا بیان ہے کہ بسا اوقات امام صاحب رمضان میں 60 قرآن کریم ختم فرماتے تھے، امام حفص فرماتے ہیں 30 سال تک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم کرتے تھے، امام اسد بن عمرو کا بیان ہے کہ جس جگہ امام صاحب کی وفات ہوئی 7 ہزار مرتبہ قرآن کریم ختم کیا</p>	<p>حضرت امام اعظم ابو حنیفہ تابعی کوفی رحمہ اللہ رحمۃ کاملۃ وافرۃ</p>
<p>خطیب بغدادی ج 14 ص 63</p>	<p>ہر رات قرآن ختم لیکن رمضان میں ایک دن اور ایک رات کے وقت ختم</p>	<p>امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ م 204ھ</p>
<p>تذکرہ ج 1 ص 185</p>	<p>ہر رات تیرہ رکعتوں میں پورا قرآن ختم</p>	<p>امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ م 206ھ</p>
<p>بغدادی ج 2 ص 12، طبقات الشافعیہ ج 2 ص 9</p>	<p>ایک مرتبہ روزانہ لیکن رمضان میں روزانہ دو مرتبہ قرآن ختم</p>	<p>امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ م 256ھ</p>

امام السراج ابو العباس محمد بن اسحاق رحمہ اللہ م 313ھ	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایصال ثواب کے لیے 12 ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا اور 12 ہزار قربانیاں کیں۔	تذکرہ ج 1 ص 270
امام العسال ابو احمد محمد بن احمد بن ابراہیم رحمہ اللہ م 349ھ	ایک رکعت میں پورا قرآن ختم	تذکرہ ج 1 ص 97
امام ابن الحداد رحمہ اللہ م 344ھ	روزانہ ایک قرآن ختم	تذکرہ ج 1 ص 108
امام ابو بکر احمد بن علی بن ثابت المعروف خطیب بغدادی رحمہ اللہ م 463ھ	سورج غروب ہونے تک ترتیل کے ساتھ ایک قرآن مجید روزانہ ختم	تذکرہ ج 1 ص 316
امام ابن عساکر رحمہ اللہ م 571ھ	ہر رات کو قرآن مجید ختم	تذکرہ ج 1 ص 121
شاہ اسمعیل شہید رحمہ اللہ م 1246ھ	عصر تا قبل از مغرب پورا قرآن ختم	فیض الباری ج 4 ص 198
خلیفہ مامون الرشید رحمہ اللہ م 217ھ	رمضان میں 30 مرتبہ قرآن ختم ابن کثیر کا بیان ہے کہ 33 قرآن پاک ختم	تاریخ الخلفاء ص 311، الہدایہ ج 9 ص 275
حجاج بن یوسف	ہر رات قرآن مجید ختم	الہدایہ ج 9 ص 119

یہ جدول حضرت شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ کی کتاب شوق حدیث نقل کیا گیا ہے۔

اس لیے محض الفاظ حدیث کو دیکھ کر مخالفت حدیث کا الزام عائد کرنا کسی طور پر درست نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس کے تقاضوں کے متعلق زندگی بسر کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جاری ہے

فقہ حنفی کی خصوصیات اور مقبولیت

مولانا محمد اشفاق ندیم

تاریخ اسلام اس بات کے لئے کافی ثبوت پیش کرتی ہے کہ ہر زمانہ میں مسلمانوں کی اکثریت امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ کی دلدادہ رہی ہے۔ بعض نے اس کی وجہ صرف اتنی بیان کی ہے کہ چونکہ اکابر احناف اسلامی حکومتوں میں مرکزی عہدوں پر فائز رہے بالخصوص امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاضی القضاۃ {چیف جسٹس} تھے لہذا ان کے اثر و رسوخ کو فقہ حنفی کی مقبولیت میں خاصا دخل ہے۔ بہت سے بیمار ذہن لوگوں نے فقہ حنفی کی مقبولیت سے گھبرا کر یہ باطل نظریہ قائم کیا ہے۔

پہلی بات یہاں یہ قابل غور ہے کہ اکثر مسلمان اور عادل بادشاہ کیوں فقہ حنفی کے قبول کرنے اور اس کی نشر و اشاعت کے لئے کوشاں رہے؟ تاریخی اور زمینی حقائق سے اگر روگردانی نہ کی جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ روزمرہ کے نئے مسائل و احکام میں بغیر فقہ حنفی کے ان کو کما حقہ کوئی صحیح حل نظر نہیں آیا اس لیے انہوں نے اسی کے دامن میں پناہ لی اور اس کے گرویدہ اور دلدادہ بنے۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلامی حکومت اور سلطنت کی ترقی زمانہ کے ساتھ نئی نئی مشکلات، وقت کے جدید تقاضوں اور نئے نئے پیش آمدہ مسائل کو قرآن و حدیث کی صحیح روشنی میں حاصل کرنے کا اہل صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ کے پیش کردہ اصول و ضوابط کے تحت ہر مسئلہ کا حل نکال سکے اور اپنے تفسیر اور اجتہاد سے اس نازک گتھی کو سلجھا سکے اور ملکی حالات اور مسلمانوں کے جدید مسائل سے بھی خاص واقف ہو، اگر

نگاہ بصیرت سے دیکھا جائے تو مسلمان اور عادل بادشاہوں کا فقہ حنفی کو اپنانا محض اس لئے تھا کہ وہ ہر نئے مسئلے کا حل جو قرآن و حدیث کے ظاہری الفاظ میں نظر نہ آتا تھا وہ اس میں یا اس کے قائم کردہ قواعد و ضوابط میں پالیتے تھے اس لئے وہ ان کے گرویدہ رہے۔ یہ فقہ حنفی کے جامع اور مانع ہونے کی ایک مستقل دلیل ہے کہ وہ ناسازگار حالات میں بھی ترقی پذیر رہی ہے۔

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول

پھر بھی کھلا ہوا ہے عجب خوش مزاج ہے !

فقہ حنفی نے عالم اسلام میں طویل عرصہ تک بطور پبلک لاء نافذ رہی ہے۔ عباسی خلافت اور عثمانی خلافت کے علاوہ جنوبی ایشیا میں مغل حکومت کا بھی مدتوں قانون و دستور رہی ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اللہ رب العزت نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کی علمی و فقہی کاوشوں کو امت مسلمہ میں سب سے زیادہ قبولیت حاصل ہوئی اور صدیوں تک کئی حکومتوں کا قانون و دستور رہنے کے ساتھ ساتھ عام مسلمانوں میں بھی اس کے پیروکاروں کی اکثریت رہی ہے۔ جو آج بھی اپنا تسلسل قائم رکھے ہوئے ہیں اور امت کی بہت بڑی اکثریت فقہی مسائل و احکام میں فقہ حنفی پر عمل کو ترجیح دیتی ہے۔

خلیفہ مامون الرشید کے وزیر اعظم فضیل بن سہل کے پاس ایک درخواست پیش کی گئی کہ فقہ حنفی کو خلافت کا دستور و قانون کے طور پر نافذ کرنے کا حکم منسوخ کیا جائے۔ جس پر وزیر اعظم نے اپنے رفقاء اور دیگر ذمہ دار حضرات سے مشاورت کی انہیں بتایا گیا کہ فقہ حنفی کو بطور قانون ختم کرنے کا جہاں عوامی رد عمل بہت شدید ہو گا۔ وہاں یہ بھی لازمی طور پر سامنے آئے گا کہ جدید مسائل کا حل پیش کرنا مشکل ہو

جائے گا، جس کا سامنا کرنا آپ لوگوں کے لئے بہت مشکل ہو گا۔ چنانچہ مختلف مشیروں اور وزراء سے مشاورت کے بعد خلیفہ مامون الرشید وزیر اعظم نے فقہ حنفی کے خلاف یہ درخواست مسترد کر دی۔

خصوصیاتِ فقہ حنفی:

1: حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا مقام؛ فقہ میں بہت بلند ہے کہ اکثر محدثین عظام، فقہاء کرام اور جمہور امت ان کے فقہی کمال پر متفق اور ان کی اس خوبی اور کمال میں ان کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: من اراد الفقه فهو عيال على ابي حنيفة۔

(الانقضاء لابن عبد البر: ص 136)

ترجمہ: فقہ کے حصول کا خواہش مند امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا خوشہ چلین ہے۔

نیز فرماتے ہیں: کان ابو حنیفہ وقولہ فی الفقه مسلماً لہ۔

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول فقہ میں مسلم ہے۔ (الانقضاء: ص 135)

نیز فرماتے ہیں: جو شخص فقہ کے حصول کا خواہش مند ہو اس کو چاہیے کہ وہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے شاگردوں سے استفادہ کرے اس لیے کہ تمام لوگ

فقہ میں ان کے خوشہ چلین ہیں۔ (تاریخ بغداد: ج 6 ص 346 مناقب موفق مکی: ص 31)

امام دارالہجرۃ امام مالک بن انس رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے

میں فرماتے ہیں: وہ [امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ] ایسے باکمال شخص تھے اگر وہ اس ستون کو

سونے کا ثابت کرنا چاہیں تو قوت دلیل سے اس کو ثابت کر سکتے ہیں۔ (الاکمال: ص 625)

امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں میں سب سے بڑے

فقہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، میں نے ان جیسا فقہ میں کسی کو نہیں دیکھا نیز انہوں نے یہ

بھی فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ اور سفیان رحمہم اللہ کے ذریعہ میری رہنمائی نہ فرماتا تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا۔
(تہذیب التہذیب ج 10 ص 50)

ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ امام صاحب رحمہ اللہ کی فقہیت، علمی برتری اور فوقیت کے گن صرف احناف ہی نہیں گاتے بلکہ مالکیہ، شوافع اور غیر مقلدین غرض یہ کہ ہر مسلک اور ہر طبقہ کے سرکردہ رہنما ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ چنانچہ

میاں نذیر حسین دہلوی کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ امام صاحب کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ کیونکہ آپ کا مجتہد، متبع سنت، متقی اور پرہیزگار ہونا ہی آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے اور آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی بشارت آپ کے لئے خود قرآن کریم میں موجود ہے۔
(الحیات بعد المات: ص 593)

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ امت کی اکثریت نے جس طرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم و دیانت پر اعتماد کر کے ان کی خوشہ چینی کی ہے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے بعد اور کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ علم و عرفان اور حدیث و فقہ کی کئی نامور شخصیات کے ہوتے ہوئے جس طرح تشنگی علم بجھانے کے لئے پروانے ان کے اور ان کی فقہ کے گرد جمع ہوئے ہیں وہ انہی کا خاصا ہے

2: لوکان العلم عند الثریا لذهب بہ رجل من فارس او قال من ابناء فارس حتی یتناولہ۔
(مسلم شریف: ج 2 ص 312)

ترجمہ: اگر دین ثریا کے پاس بھی ہو تو یقیناً فارسی النسل ایک شخص اس کو حاصل کر لے گا۔

چنانچہ امام جلال الدین السيوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اقوال قد بشیر النبی صلی

اللہ علیہ وسلم بالامام ابی حنیفہ رحمہ اللہ فی الحدیث الذی اخرجہ ابو نعیم فی
الحلیۃ۔ (تبیض الصحیفۃ: ص 3)

امام سیوطی رحمہ اللہ کے مایہ ناز تلمیذ امام ابن حجر کی شافعی رحمہ اللہ بھی یہی
بات لکھتے ہیں: حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کی بشارت اور فضیلت کے لئے یہ ایک صحیح اور قابل اعتماد اصل [حدیث] ہے {پھر
فرمایا} امام سیوطی رحمہ اللہ کے بعض شاگرد فرماتے ہیں کہ ہمارے استاد شیخ نے جزم اور
یقین کے ساتھ جو یہ فرمایا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی اس حدیث سے مراد ہیں یہ
بالکل واضح اور ظاہر بات ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (الخیرات الحسان: ص 13)
ان صریح حوالوں سے معلوم ہوا کہ امام صاحب رحمہ اللہ اس حدیث کے
اولین مصداق ہیں اس لئے بھی ان کی فقہ کو برتری اور فوقیت حاصل رہی ہے۔

3: امام صاحب رحمہ اللہ کی فقہ اس لئے مقبول رہی ہے کہ اس کے اصول
وضوابط شوریٰ کے ذریعے طے ہوتے رہے ہیں، چنانچہ کوفہ کے اندر کتاب و سنت کی
روشنی میں قوانین کو بنایا جاتا تھا اور نئے پیش آنے والے مسائل کے حل کے لئے ایک
مجلس شوریٰ قائم تھی، جو امام صاحب رحمہ اللہ کی نگرانی اور سرپرستی میں مسائل پر غور
و فکر کرتی تھی، یہ ایک بالکل واضح حقیقت ہے کہ اجتماعی کوشش، انفرادی کوشش سے
بہر حال اعلیٰ اور افضل ہوتی ہے اور اس طریقے سے جو مسائل حل کئے جاتے ہیں ظاہر
بات ہے ان میں خطاء اور غلطی نسبتاً بہت ہی کم ہوتی ہے۔ اگرچہ یہ طریقہ بھی معصوم
عن الخطاء کا درجہ اور مقام تو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ ہے یہ بھی اجتہاد۔ لیکن غلطی کا
احتمال اس میں بہر حال کم رہتا ہے اور شوریٰ کا مستحسن اور مفید ہونا خود قرآن کریم سے
ثابت ہے و امر ہم شورئ بینہم اور احادیث مبارکہ اور خلفاء راشدین کے عمل اور

دیگر دلائل شرعیہ سے بالکل واضح ہے جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے مجلس شوری قائم کی تھی اُس میں وقت کے چوٹی کے فقیہ، محدث، اہل الرائے اور قیاس دان حضرات تھے جو آزادی رائے کے ساتھ مسائل میں اپنی رائے پیش کرتے تھے۔

چنانچہ علامہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں: اصحاب ابی حنیفہ جو ان کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے، امام ابو یوسف، زفر، داود، اسد بن عمرو، عافیہ، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، حبان بن علی رحمہم اللہ، اور جب کسی مسئلہ پر بحث کرتے اور عافیہ موجود نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے کہ عافیہ کے آنے تک بحث کو ختم کرو جب عافیہ تشریف لاتے اور ان کے رائے کے ساتھ متفق ہو جاتے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے اب اس مسئلہ کو لکھ لو اور اگر عافیہ متفق نہ ہوتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔ حتیٰ کہ اگر کسی کا مجلس کے عمومی موقف سے اتفاق نہیں ہوتا تھا تو اس رائے کو الگ طور پر اس کے نام کے ساتھ درج کیا جاتا تھا۔ (تاریخ بغداد: ج 10 ص 226)

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امام صاحب رحمہ اللہ فقہ کے مسائل میں اپنے شاگردوں کا شعور بیدار کرنے اور ان کی مخفی قوتوں کو اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش کرتے اور امام صاحب رحمہ اللہ صرف اپنی رائے سے مسئلہ نہیں لکھواتے تھے اور نہ ہی اپنی انفرادی رائے کا کسی کو پابند کرتے تھے بلکہ موجود حضرات کی خوب بحث و مباحثہ کے بعد جب آخری رائے قائم ہو جاتی تو اس کو اصول اور قوانین کی کتابوں میں درج کروادیتے جس کو آج ہم اپنی تعبیر میں الملاء کرنا کہتے ہیں۔

امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ اس مجلس کے سامنے ایک

اہم مسئلہ درپیش ہوا فحاضو فیہا ثلاثة ايام بالغداة والعشی تو ارکان مجلس تین دن تک صبح وشام اس میں غور و خوض کرتے رہے۔ (مناقب موفی: ج 2 ص 54)

اور یہ مجلس شوریٰ جب تک مسئلہ کا حل تلاش نہ کر لیتی اس کو ملتوی نہیں کرتی تھی۔ اذا وقعت لهم مسئلة بیدیه حتی یضیعونها۔ (مناقب کردری: ج 2 ص 3)

جب اس مجلس کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو اس پر خوب دلائل کے ساتھ بحث کرتے یہاں تک کہ بالآخر اس کی تہہ تک پہنچ کر اس کو روشن کر لیتے۔ اس طرز عمل سے امام صاحب رحمہ اللہ نے جو مسائل طے اور حل کیے ان کی تعداد میں متعدد روایات ہیں اختصاراً ہم ملا علی قاری رحمہ اللہ کی عبارت نقل کر دیتے ہیں: امام صاحب رحمہ اللہ نے 83000 ہزار مسائل حل فرمائے ان میں سے 38000 ہزار عبادات کے متعلق اور باقی معاملات کے متعلق تھے۔ (ذیل الجواہر: ج 2 ص 472)

4: امام صاحب رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے امت مسلمہ کی ضروریات کو محسوس کر کے اس کے مطابق قانون سازی کا اہتمام کیا تھا اور قرآن و سنت کی روشنی میں زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے یہ پہلی باقاعدہ قانون سازی تھی، جس نے نہ صرف اس کی ضرورت کو پورا کیا بلکہ قیامت تک امت مسلمہ اس سے راہ نمائی حاصل کرتی رہے گی۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے رفقاء کا ر اور شاگردوں کے ساتھ مل کر اتنے مسائل مرتب کیے کہ زندگی کا کوئی گوشہ مرتب شدہ قوانین سے خالی نہ رہا۔ جبکہ امام ابو یوسف نے خلیفہ ہارون الرشید کی فرمائش پر ”کتاب الخراج“ کے نام سے سلطنت کا پہلا دستور تحریر کیا جو باقاعدہ نافذ ہوا۔

کتاب الخراج اگرچہ اپنے عنوان کے اعتبار سے شعبہ مالیات سے تعلق رکھتی ہے لیکن اس میں زندگی کے دیگر شعبوں مثلاً انتظام و سیاست، حاکم و رعیت کے

باہمی حقوق و معاملات اور غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق کا بھی احاطہ کیا گیا ہے اس لئے وہ اس دور کے ایک مکمل دستور کی حیثیت رکھتی ہے جو عباسی خلافت کا دستور رہی۔

5: فقہ حنفی میں عقل و دانش کا استعمال متوازن کیا گیا اور وحی اور عقل کے درمیان فطری توازن کو قائم رکھتے ہوئے عقل و قیاس سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔ عقل اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اسے اگر وحی کی راہ نمائی میں حدود کے اندر استعمال کیا جائے تو یہ اس کی قدردانی اور شکر گزاری ہے، جس کا فقہ میں پوری طرح اہتمام کیا گیا ہے اور اس وجہ سے زیادہ تر اصحاب عقل و دانش کی ترجیح ہمیشہ فقہ حنفی رہی ہے۔ ان خصوصیات کا تقاضا یہ ہے کہ فقہ حنفی کے اصولوں اور خدمات کو اجاگر کیا جائے اس لئے کہ ماضی کی طرح آج اور مستقبل میں جو ہماری اہم ضروریات ہیں ان میں فقہ حنفی ہی بہتر طور پر کردار ادا کر سکتی ہے۔

جج و عمرہ سروس
گورنمنٹ لائسنس نمبر
LHR-4005



نمائیاں خصوصیات

تمام ایئر لائنز کی اندرون
اور بیرون ممالک کیلئے
ٹکٹ کنفرم کروائیں

ورلڈ وائس ٹریڈنگ

عمرہ کی بکنگ
جاری ہے

چیف ایگزیکٹو

تاریخہ ضیاء اللہ عثمانی

خصوصی پیکیجس ویزہ اور ٹکٹ
کنفرم ہونے کے
بعد رقم وصول کی جائے گی

فیصل پلازہ گلبرگ چوک میانوالی شہر

0300-6025553/0321-6350553/0459-236553

۲۴

عاق نامہ..... شریعت کی نظر میں!! (1)

مولانا عبد الرحمن سندھی

گہما گہمی کے اس تیز ترین دور میں ہر شخص دوسروں سے بے پرواہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ مغرب کی چند سائنسی ایجادات سے ہمارا مسلم معاشرہ اس قدر مرعوب دکھائی دیتا ہے کہ مت پوچھیے۔ احساس کمتری کی دلدل میں برابر دھنستا جا رہا ہے اور لکیر کا فقیر بنے مغرب کے نقش قدم پر گامزن ہے۔ خدا خیر فرمائے۔

قارئین کرام! ہمارے مسلم معاشرے میں جس طرح دیگر برائیاں پنپتی جا رہی ہیں اسی طرح غیر مسلم اقوام سے متاثر ہو کر ایک عجیب رسم بدیہ بھی چل نکلی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر اپنی اولاد کو حق میراث سے محروم کر دینے کا عمل ”عاق نامہ“ رواج پاتا جا رہا ہے۔ آئے دن اخبارات کے کلاسیفائیڈ صفحات پر اس طرح کے اعلانات کی بھرمار ہوتی ہے ”میں اپنے فلاں بیٹے کو بوجہ نافرمانی عاق کرتا ہوں۔“ وغیرہ وغیرہ

پہلے بھی کئی باریہ عرض کیا جا چکا ہے کہ اسلام محض چند عبادات کے مجموعے کا نام نہیں بلکہ ایک مکمل دستور حیات ہے اور کامل نظام زندگی۔ اس لیے جہاں اسلام حقوق اللہ کی بات کرتا ہے وہاں حقوق العباد کو بھی نظر انداز نہیں کرتا بلکہ قرآنی مطالعے کے طالب علم اس اسلوب سے بخوبی واقف ہیں کہ قرآن حقوق اللہ پر زور کم دیتا ہے جبکہ حقوق العباد پر زیادہ۔

انہی میں سے والدین کے حقوق بیان کرتے ہوئے ایک جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه وبالوالدين احسانا اما يبلغن عندك الكبر احدھما او كلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریمًا۔

واخفض لهما جناح الذل من الرحمة وقل رب ارحمهما كما ربياني صغيرا۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت 23، 24)

ترجمہ: آپ کا رب حکم دیتا ہے کہ صرف اسی کی ہی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ ان [والدین] میں سے جب کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف تک نہ کہو۔ اور ان کو ہاں اور ہو نہ نہ نہ کرو اور جب بھی ان سے بات کرو تو نرم لہجے میں کرو۔ اور ان کے سامنے کمال تو اضع اختیار کرتے ہوئے اپنے کندھوں کو جھکائے رکھو اور ان کے لیے اپنے رب سے یوں دعا مانگا کرو اے رب ان دونوں پر رحمت فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔

عن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما حق الوالدین علی ولدھما؟ قال ھما جنتک اونا رک۔ (ابن ماجہ ص 260)

ترجمہ: صحابی رسول حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا اے اللہ کے رسول! اولاد پر والدین کے کیا حقوق ہیں۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ [والدین] یا تو تیری جنت ہیں یا پھر جہنم۔

یعنی اگر ان کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا تو اس سے اللہ راضی ہوگا اور یہ تیرے لیے جنت میں جانے کا سبب بنے گا اور اگر ان کی حق تلفی کرے گا، نافرمانی کرے گا تو اس سے اللہ ناراض ہوں گے اور یہی تیرے لیے جہنم میں جانے کا سبب ہوگا۔

اس لیے والدین کی رضا میں رب کی رضا ہے اور جس نے والدین کو ناراض کیا اس نے رب تعالیٰ کو ناراض کیا۔ (..... جاری ہے)

فضائل اعمال پر اعتراضات کا علمی جائزہ

..... متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تصوف کی ضرورت:

تصحیح عقائد اور اعمال ظاہرہ کے ساتھ جب تک اصلاح باطن نہ ہو اس وقت تک انسان گمراہی سے نہیں بچ سکتا چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مناصب نبوت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان یہ فرمایا کہ انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر آیات تلاوت کرتا ہے ان کا تزکیہ (دل کی صفائی) کرتا ہے اور انہیں تعلیم کتاب و حکمت سے سرفراز فرماتا ہے۔

یہاں تزکیہ سے مراد ”اصلاح باطن“ ہے جسے عرف عام میں ”تصوف“ کہا جاتا ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ تصوف کی ضرورت اس قدر شدید ہے کہ اسے اللہ رب العزت نے مناصب نبوت میں سے قرار دیا۔

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے مبارک گوشوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ حدیث مبارک میں ہے:

صحیح بخاری کا حوالہ:

عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ: أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ. أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ (صحیح بخاری رقم الحدیث 50)

حضرت عامر کہتے ہیں کہ میں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے خود رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے انسانی جسم میں ایک گوشت کا لو تھڑا ہے جب تک وہ صحیح رہتا ہے تو سارا جسم ٹھیک رہتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور وہ لو تھڑا دل ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعضاء بدن میں سے ہر عضو کو خاص مقصد کے لیے تخلیق فرمایا ہے جب تک وہ عضو صحیح سالم ہو گا تو ٹھیک کام کرے گا اور اگر کسی عضو میں کوئی مرض لاحق ہو جائے تو وہ صحیح کام نہیں کرتا۔ مثلاً ہاتھ ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے پکڑنے کی قوت دی ہے اگر ہاتھ صحیح طور پر نہ پکڑے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس کو کوئی مرض لاحق ہو گیا ہے۔

اسی طرح آنکھ کو دیکھنے کے لیے پیدا کیا اگر آنکھ کو صحیح نہ دکھائی دے تو یہ اس کا مرض شمار ہوتا ہے۔

زبان کو بولنے کے لیے پیدا فرمایا اب اگر وہ بول نہ سکے یا غلط بولے تو یہ اس میں مرض ہے۔ الغرض تمام اعضاء بدنہ کو خاص مقاصد کے لیے تخلیق کیا گیا جب تک وہ خراب نہ تو فائدہ مند ہے ورنہ ضرر رساں ہیں۔ اسی طرح یہ بات سمجھ لیجیے کہ دل بھی انسانی جسم کا عضو ہے بلکہ رئیس الاعضاء ہے۔

اس کا مقصد اللہ کی محبت اطاعت اور عبادت ہے اور ہر حال میں اسی کی طرف رجوع کرنا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر گامزن رہنا

ہے، اخلاق حمیدہ سے مزین ہونا ہے۔ اگر یہ اسی طرح چلتا رہے تو سارا جسم ٹھیک چلتا رہے گا اور اگر اس میں خلل آجائے یا کوئی مرض لاحق ہو جائے۔ [یہاں مراد روحانی امراض ہیں] اس لیے صوفیاء کرام کہتے ہیں کہ

فلو عرف العبد کل شیء ولم یعرف ربہ فکلنہ لم یعرف شیئاً۔

اگر بندے نے ہر شے سے تو واقفیت حاصل کر لی لیکن اس نے اپنے رب کو نہیں پہچانا تو گویا اس نے کسی شے کو نہیں جانا۔ اس طرح اگر کسی شخص کو تمام دنیاوی لذات اور شہوات میسر ہوں لیکن اللہ کی محبت اور معرفت حاصل نہ ہو، تو اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ الٹا یہ لذات اور شہوات اس کے لیے باعث عذاب ہیں۔

اب آتے ہیں اس بات کی طرف دل کے امراض کیا ہیں۔ آسان الفاظ میں یوں سمجھیے کہ یہ امراض دو قسموں کے ہیں۔

نمبر 1: اتباع الوساوس والشبهات والشکوک:

یعنی دل وساوس شیطانیہ اور شبہات و شکوک میں مبتلا ہو جائے بسا اوقات اس سے ایمان جانے کا بھی خطرہ لاحق ہو جاتا ہے

نمبر 2: اتباع الشہوات المحرمۃ:

یعنی حرام اور ناجائز شہوات میں مبتلا ہو جانا۔

صوفیاء کرام دونوں امراض قلبیہ کو علاج کرتے ہیں۔ غلط عقائد اور نظریات سے بچا کر صحیح عقائد کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اور ناجائز اور حرام شہوات نفسانیہ سے ہٹا کر انسان کے دل کو اس قابل بنادیتے ہیں کہ وہ مشکل وقت میں ثابت قدم اور فراوانی میں شاکر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے انسان میں فراست و بصیرت پیدا ہوتی ہے۔ (..... جاری ہے)

امام محمد رحمہ اللہ کی چند کتب (4)

قارئین! آپ کو یاد ہو گا گزشتہ قسط میں ہم نے یہ وضاحت کی تھی کہ امام محمد رحمہ اللہ کی چھ مشہور کتب ہیں، جنہیں ”کتب ظاہر الروایۃ“ کہا جاتا ہے۔ پانچ کتب کا تفصیلی تعارف آپ نے ملاحظہ کر لیا۔ اب بعض شروحات اور الزیادات کا تعارف پیش خدمت ہے۔

السیر الکبیر کی شروحات:

السیر الکبیر کی ویسے تو متعدد شروحات لکھی گئی ہیں۔ مگر اس وقت جو شرح ہمارے پیش نظر ہے اس کے پانچ حصے ہیں جو تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ یہ نسخہ تخریج شدہ ہے، اسے ”المکتبۃ السجانیۃ کانسٹی روڈ کوئٹہ“ نے شائع کیا ہے۔ یہ شرح لکھنے والے کوئی عام آدمی نہیں بلکہ پانچویں صدی ہجری کے نامور عالم دین امام محمد بن احمد سرخسی رحمہ اللہ ہیں، جو اہل علم طبقہ میں شمس الائمۃ کے لقب سے معروف ہیں۔

السیر الکبیر کی شرح دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام سرخسی رحمہ اللہ کا مزاج خواہ مخواہ بات الجھانے اور بے جا بحث کرنے کا ہرگز نہیں، آپ کی عادت یہ ہے کہ پہلے متن والی عبارت نقل کرتے ہیں پھر جس مسئلے میں جس قدر ضرورت ہوتی ہے اتنی شرح کرتے ہیں۔ کتاب میں ایسے مقامات بھی ہیں جہاں مکمل صفحے پر صرف متن والی عبارت نقل کی ہے، شرح کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ البتہ جہاں ضرورت ہو وہاں تھوڑی سی عبارت نقل کرنے کے بعد وضاحت کر دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر ایسا بھی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے ایک مسئلہ بیان کیا مگر ساتھ اس کی علت اور دلیل ذکر

نہیں کی۔ مثلاً امام محمد رحمہ اللہ ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں: ”مشرکین کے برتنوں میں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ کھانے پینے سے قبل برتنوں کو دھونے کا اہتمام کر لیا جائے۔“

مگر شرح کرتے وقت امام سرخسی رحمہ اللہ اس مسئلہ کی وجہ و حکمت اور دلیل بیان کر دیتے ہیں، مثال کے طور پر مذکورہ مسئلہ ہی لے لیجئے امام سرخسی رحمہ اللہ نے کتنے خوبصورت انداز میں اس کی شرح کی ہے اس کا مفہوم ملاحظہ فرمائیے۔

”مشرکین کے برتن میں کھانے پینے کی وجہ یہ ہے کہ مشرکین اگرچہ کافر ہیں مگر ان کے کفر والی نجاست سے برتن ناپاک نہیں ہوتے، کیونکہ کفر ایک باطنی و پوشیدہ چیز ہے۔ برتن تو ظاہری و حقیقی نجاست سے ناپاک ہوتے ہیں اور یہ ظاہری و حقیقی نجاست دھونے سے زائل ہو جاتی ہے۔ ہاں البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ برتن مسلمانوں کے ہوں یا کافروں کے، ظاہری و حقیقی نجاست لگنے کی صورت میں ان سب کو دھونا لازمی ہو گا۔ باقی رہی یہ بات کہ کافروں کے برتن اگرچہ پاک بھی ہوں پھر بھی ان کو دھونے کا حکم کیوں دیا گیا؟ اس کی حکمت یہ ہے کہ کافر لوگ پاکی و ناپاکی کا خاص اہتمام نہیں کرتے، اس لئے برتن والے معاملے میں ان پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا مسلمان کے حق میں بہتر یہ ہے کہ وہ قبل از استعمال ان برتنوں کو دوبارہ دھولے اور اگر کفار کے برتن بظاہر صاف ہوں اور اسی ظاہری حالت کو دیکھتے ہوئے کوئی مسلمان بغیر دھوئے انہیں استعمال کر لے تو اس کی گنجائش موجود ہے۔ کیونکہ حقیقت میں برتن پاک ہی ہوتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دوبارہ دھولینے میں احتیاط زیادہ ہے اسی لئے شریعت میں دوبارہ دھونے کا حکم موجود ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ!

مشرکین کے علاقے میں ہم آتے جاتے رہتے ہیں کیا ہم ان کے برتنوں میں کھاپی سکتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ان برتنوں کے علاوہ کوئی اور صورت نہ ہو تو پہلے انہیں دھولو پھر انہیں استعمال میں لاؤ“ (شرح کتاب السیر الکبیر: ج 1 ص 103)

فقہاء عراق، فقہاء شام اور فقہاء احناف رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ جب میدان جنگ میں کوئی مجاہد شہید ہو جائے تو اسے غسل نہیں دیا جائے گا البتہ اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔ مگر فقہاء مدینہ کا نظریہ یہ ہے کہ اس شہید کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی جائے گی۔ امام محمد رحمہ اللہ اہل مدینہ کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

پھر اہل مدینہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ میت پر نماز جنازہ اس وجہ سے پڑھی جاتی ہے تاکہ اس کے حق میں گناہوں کی مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔ اور شہید ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔ کیونکہ میدان جنگ میں تلوار {یعنی اسلحہ} نے اس کو گناہوں سے پاک کر دیا ہے۔ {لہذا اب نماز جنازہ کی ضرورت نہیں رہی۔۔۔ ازناقل} اہل مدینہ کی مذکورہ دلیل کے تحت امام سرخسی رحمہ اللہ نے بہت جاندار اور دلچسپ پیرائے میں عقلی دلائل کے ساتھ اپنے موقف کو ثابت کیا ہے اور اس ضمن میں وارد ہونے والے شبہ یا اعتراض کا تسلی بخش جواب بھی دیا ہے۔ امام سرخسی رحمہ اللہ نے کیا خوب لکھا ہے: ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھے۔ یہ نماز جنازہ اس میت کے حق میں عزت و شرف کا باعث ہے اور شہید اس تعظیم و تکریم کے زیادہ لائق ہے۔ اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ شہید کا درجہ نبوت کے مقام سے کم تر ہے۔ اس کے باوجود بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ادا فرمائی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ شہادت کی وجہ سے شہید اس مقام تک نہیں پہنچتا کہ مومنین کی دعائے

رحمت و مغفرت سے بے نیاز ہو جائے۔ اگر شہید کی نماز جنازہ کے بارے میں یہ اعتراض کیا جائے کہ شہید تو بنص قرآنی زندہ ہوتا ہے، جبکہ نماز جنازہ میت پر پڑھی جاتی ہے نہ کہ زندہ پر۔ تو یہ اعتراض نہایت کمزور ہے۔ اس لئے کہ شہید کی حیات کا تعلق احکام آخرت کے ساتھ ہے۔ دنیاوی احکام میں وہ ہمارے حق میں میت متصور ہو گا۔ لہذا دنیاوی احکام اس پر لاگو ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ شہادت کے بعد شہید کی میراث تقسیم کی جاتی ہے اور اس کی بیوہ کے لئے عدت گزرنے کے بعد دوسری جگہ نکاح کرنا بھی جائز ہے۔ تو شہید کی نماز جنازہ بھی میراث وغیرہ کی طرح احکام دنیا میں سے ہے لہذا نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ باقی شہید کو غسل نہ دیے جانے کی حکمت یہ ہے کہ روز قیامت شہید کا خون اس کے قاتل کے خلاف بطور گواہ پیش ہو گا۔

(شرح کتاب السیر الکبیر: ج 1 ص 160 باب الشہید وما یضغ بہ)

کئی مقامات پر ایسا بھی ہے کہ متعلقہ مسئلہ کی وجہ و حکمت لکھنے سے قبل امام سرخسی رحمہ اللہ اس کی شرعی حیثیت بتلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک مقام پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے غزوہ احد کے دن یہ اعلان کیا کہ تمام لواحقین اپنے اپنے مقتولین {شہداء} کو اسی مقام پر دفن کریں۔“

اس کی شرح میں امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: میت کو اسی مقام پر دفن کرنا جہاں اس کی وفات ہو یہ مستحسن اور اولیٰ ہے واجب نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کو اسی مقام پر دفن کرنے کا حکم اس لیے دیا تھا کہ اس دن قتال کی وجہ سے مسلمان زخمی حالت میں تھے اور تھکاوٹ اس کے سوا، اس حالت میں شہداء کو دوسرے مقامات کی طرف لے جانے میں خاصا حرج اور مشقت پیش آتی، اس وجہ

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء احد کو اسی جگہ دفن کرنے کا حکم فرمایا۔
 مذکورہ مسئلہ کے متصل بعد امام سرخسی رحمہ اللہ نے متن کی عبارت نقل فرمائی ہے، جس میں ہے کہ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جہاد کے سفر میں اپنی میت کو دوسرے مقام پر منتقل کرنے کی وصیت کی تھی آپ نے فرمایا تھا: جب میری وفات ہو جائے تو تجہیز و تکفین کے بعد میری میت کو اپنے ساتھ لے چلنا اور دشمن کی سرزمین میں جہاں تک با آسانی لے جاسکو لے جانا پھر مجھے وہیں دفن کر دینا۔ اس عبارت کی شرح میں بھی امام سرخسی رحمہ اللہ نے پہلے تو ”انتقال میت“ کی شرعی حیثیت واضح کی ہے پھر سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ وصیت کی توجیہ پیش کی ہے۔

شمس الائمۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”میت کو ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنا بھی واجب نہیں ہے۔“ سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں جو وصیت فرمائی تھی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ کی دلی تمنا یہ تھی کہ میں دشمن کے زیادہ سے زیادہ قریب پہنچ جاؤں تاکہ جہاد فی سبیل اللہ میں فوت ہونے والے کی جو فضیلت اور اجر و ثواب ہے وہ مجھے بھی حاصل ہو جائے، اور دوسری وجہ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ شہرت سے بچنا چاہتے تھے۔ کیونکہ جب تدفین ہی دور دراز گمنام جگہ میں ہوگی تو آنے جانے والوں کی تعداد بھی کم ہوگی اور زیارت کرنے والوں کا ازدحام بھی نہیں ہوگا، نتیجتاً چرچے اور شہرت سے نجات مل جائے گی۔

آج کل یہ رواج بہت تیزی سے پھیل رہا ہے کہ آدمی کی وفات جہاں بھی ہو، اس کی میت کو آبائی وطن یا علاقے میں لا کر دفننا ضروری سمجھا جاتا ہے، بسا اوقات میت کو منتقل کرنے کا دورانیہ پچیس تیس گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے اس صورت میں

لواحقین کو سخت پریشانی اور شدید انتظار کا سامنا تو ہوتا ہی ہے، مگر اس کے ساتھ ساتھ نماز جنازہ کی ادائیگی اور عمل تدفین میں اچھی خاصی تاخیر بھی ہو جاتی ہے۔

اس بارے میں ضابطہ کیا ہے؟ کتنی مسافت تک میت کو منتقل کرنے کی اجازت ہے؟ فقہاء کرام نے اس حوالے سے یہ فرمایا ہے کہ اگر ایک دو میل یا اس کے لگ بھگ مسافت ہو تو پھر میت کو منتقل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اگر اس سے زائد مسافت ہو تو پھر میت کو منتقل کرنا مکروہ اور خلاف اولیٰ ہے۔

امام سرخسی رحمہ اللہ نے پہلے تو امام محمد رحمہ اللہ کی عبارت نقل فرمائی ہے۔ پھر اس کے تحت دلنشین انداز میں تفصیل ذکر کی ہے، مفہوم پیش خدمت ہے۔

”میت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرنا مکروہ ہے کیونکہ دوشہروں کے مابین مسافت کی مقدار اتنی بنتی ہے جو کراہت کے زمرے میں آتی ہے اور کراہت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ میت دوسرے مقام پر منتقل کرنے میں کوئی خاص فائدہ بھی نہیں۔ کیونکہ میت کو جہاں بھی دفن کر دیا جائے زمین اسے قبول کر لے گی۔ ساری زمین ہی میت کو اپنے اندر سمونے کے لئے تیار ہے۔ کراہت کی اور وجہ یہ بھی ہے کہ زندہ آدمی جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے تو اس کی کوئی نہ کوئی غرض ہوتی ہے، جب کہ میت تو ہر غرض سے بے نیاز ہوتی ہے مزید یہ کہ انتقال میت کی وجہ سے عمل تدفین میں تاخیر لازم آتی ہے اور کراہت کے لئے یہی کافی ہے۔“

(شرح کتاب السیر الکبیر: ج 1 ص 162 تا 164)

کتاب الزیادات:

امام محمد رحمہ اللہ کی کتب ظاہر الروایۃ میں سب سے آخری کتاب الزیادات ہے۔ اس کو لکھنے کی نوبت کیوں پیش آئی؟ اس بارے میں اکثر علماء کرام کی رائے یہ

ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ نے الجامع الصغیر اور الجامع الکبیر کے بعد یہ کتاب لکھی۔ وہ مسائل جو جامع صغیر اور جامع کبیر میں درج نہ ہو سکے امام محمد رحمہ اللہ نے انہیں یکجا کیا اور اس مجموعے کا نام الزیادات رکھا۔ اس کتاب کا نام الزیادات کیوں ہے؟ اس ضمن میں حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے چار وجوہات ذکر کی ہیں سب سے آخری وجہ انہوں نے یہی ذکر کی جو ہم نے ابھی ذکر کی ہے۔

(کشف الظنون ج 2 ص 16)

شروحات:

کتاب الزیادات کی کافی تعداد میں شروحات لکھی گئی ہیں بڑے نامور اور جید علماء کرام اس کتاب کے شارحین میں شامل ہیں جن میں صاحب فتاویٰ قاضی خان، امام سرخسی، امام بزدوی اور امام حلوانی رحمہم اللہ قابل ذکر ہیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے امام احمد بن محمد العتابی کا تعارف کراتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ کی تصانیف میں زیادات کی شرح بھی ہے۔ علماء کرام نے اس شرح کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ بہت دقیق اور تحقیقی معلومات پر مشتمل ہے اس میں وہ مضامین اور جزئیات ہیں جو دیگر کتابوں میں نہیں۔

(الفوائد البہیہ ص 36)

ملحوظہ:

زیادات نام کی امام محمد رحمہ اللہ کی دو کتابیں ہیں۔ ایک کا نام فقط ”الزیادات“ ہے۔ جس کا تعارف ذکر کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری کا نام زیادات الزیادات ہے یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے جس میں طلاق، عتاق، وراثت اور خرید و فروخت وغیرہ کے مخصوص مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

ڈاک بنام فقیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ فقیہ سرگودھا

امید ہے کہ مزاج گرامی عافیت کے ساتھ ہوں گے۔

آپ کے ادارے کا رسالہ ماہنامہ فقیہ اس وقت میرے ہاتھ میں ہے پڑھ

کر بحمد اللہ بہت اچھا لگا۔

ہمارے علاقہ وادی نیلم خصوصاً ہمارے گاؤں ”جانوئی“ میں پچھلے 7 سالوں

سے غیر مقلدیت کے اثرات بد پھیلنے جارہے ہیں جس کی بڑی وجہ علم کی کمزوری اور

دلائل و مباحث کا فقدان ہے ہم نے الحمد للہ 5 سال قبل الولی لا بھریری کا افتتاح کیا ہے

جس میں اکثر کتابیں تفاسیر، فقہ اور دیگر کتابیں موجود ہیں۔

بعض اوقات ان سے بحث ہوتی ہے لیکن کتابوں میں سے دلائل تلاش کرنا

مشکل ہو جاتا ہے۔ آپ سے انتہائی ادب سے درخواست ہے کہ اپنے ادارہ کے رسائل

لا بھریری کے نام پر اعزازی بھیجیں اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ وقتاً فوقتاً آپ

سے رابطہ بھی کریں گے اور کچھ مفید مشورے بھی حاصل کریں گے۔

الولی لا بھریری حافظ شفیق الرحمن اعوان

معلم مدرسہ تعلیم القرآن گاؤں وڈا کخانہ جانوئی

تحصیل شاردہ ضلع نیلم آزاد کشمیر پاکستان

جواب: بحکم مدیر اعلیٰ الولی لا بھریری کے لیے ماہنامہ فقیہ جاری کر دیا گیا ہے۔

تبصرہ کتب

..... مولانا محمد کلیم اللہ

نام کتاب: دینی مدارس کا نظام تعلیم اور جدید تعلیمی انقلاب

مؤلف: محمد عرفان ندیم

ملنے کا پتہ: المشرق اردو بازار لاہور، 03212565051

مدرسہ اور اس میں دی جانے والی تعلیم مسلم معاشرے اور اسلامی اقدار و روایات کی بقا کا ذریعہ ہے، اس وقت معاشرہ جس بے اعتدالی کا شکار ہے اس کی بنیادی وجہ وحی کی تعلیم کو پس پشت ڈالنا اور نظر انداز کرنا ہے۔ پیغمبر دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات سے کنارہ کشی ہمارے فکری انحطاط اور زوال کا باعث ہے۔

خالق دو جہاں نے تلاوت کتاب، تعلیم کتاب، حکمت اور تزکیہ چاروں مناصب نبی کو عطا فرمائے اور نظر غائر سے دیکھا جائے تو صدیوں سے انہی چاروں مناصب کو مدرسہ نے مٹنے نہیں دیا بلکہ ایسے رجال کا رپیدا کیے جنہوں نے فریضہ علم و عمل کی ادائیگی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ چونکہ علماء کرام، حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اس لیے انہیں یہ علم و عمل ورثہ میں ملا ہے۔

آج کے دور میں مدرسہ اور اس کا نظام تعلیم جہاں اہل اسلام کے دینی کلچر، تہذیب، تمدن اور روایات کا محافظ ہے وہاں پر عقائد اسلامیہ و اعمال صالحہ کو صحیح منہج پر گامزن کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ مدرسہ آج تک اسی ڈگر پر اہل اسلام کی رہنمائی کر رہا ہے جو غار حراء، صفہ اور دار بنی ارقم سے تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہے۔

آج کے دور میں اغیار اور غیر مسلم بلکہ دین دشمن اقوام کی آنکھ سے مدارس

کو تنقیدی نظر سے دیکھنے کی روش نے مدارس کے پاکیزہ اور عملی کردار کو دھندلانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ قومی سلامتی پالیسی میں مدارس کو حکومتی نظام میں ضم کرنے کی سازشیں عروج پر ہیں۔ مدارس کی خود مختاری کو سلب کرنے کے لیے نئے ہتھکنڈے استعمال کیے جا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں دینی مدارس کے نظام تعلیم اور جدید تعلیمی انقلاب کا موازنہ ہر اس منصف مزاج اور سلیم الفطرت شخص کے لیے دعوت فکر ہے جو اغیار کی یورش سے متاثر ہو چکا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب محترم جناب محمد عرفان ندیم کی انمول کاوش ہے جس میں انہوں نے طلباء اور مدرسین کے باہمی ربط سے لے کر دینی مدارس کے نظام تعلیم کی افادیت پر کھل کر اپنے مافی الضمیر کا اظہار کیا ہے۔ اور اظہار رائے میں مشاہدات اور تاریخی اور زمینی حقائق سے نظریں نہیں چورائیں۔ واقعیت پسندی اور لاجواب پیرائے میں بیان کیا ہے۔ مدارس کے اندر کیا کچھ سیکھا اور سکھایا جاتا ہے اس کو جاننے کے لیے کتاب بے حد مفید ہے۔

توجہ فرمائیں!

- ☀ تبصرے کے لیے دو کتابوں کا بھیجنا ضروری ہے۔
- ☀ ادارہ کا مؤلف کتاب کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
- ☀ تبصرہ کے لیے بھیجی جانے والی کتابیں درج ذیل پتہ پر روانہ کریں۔

دفتر رسائل و جرائد

(برائے تبصرہ کتب: ماہنامہ فقیہ)

مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

03326311808

دعا ہوگی

ہوالشافی

بفضل حق شفا ہوگی

شافعی دارالشفاء

شوگر (اس کا دوا فری ہے)

زنانہ و مردانہ پوشیدہ امراض

جوڑوں کا درد

گنٹھیا

سوزاک

بو اسیر

خارش

جگر و معدہ کا علاج

اولاد کا نہ ہونا

دمہ

حیض کی کمی بیشی

ہوم ڈیپور می کمی
سہولت کے ساتھ

لیکچر یا

03137797189

03009199782

03470072313

رابطہ: حکیم میاں محمد اسحاق

لوح ایام

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا میں معزز مہمانان گرامی کی آمد اور متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے اندرون و بیرون ممالک کے مختلف مسکلی اسفار اہم مذہبی، سیاسی اور سماجی شخصیات سے خصوصی ملاقاتیں

- ★ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما مفتی کفایت اللہ کی مرکز میں تشریف آوری
- ★ قاضی عبدالرشید ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان (صوبہ پنجاب) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ میں تشریف لائے۔
- ★ مولانا ظہور احمد علوی مسؤل وفاق المدارس العربیہ پاکستان (اسلام آباد) ہمراہ مولانا نذیر احمد فاروقی کی مرکز میں تشریف آوری۔
- ★ تحفظ مدارس دینیہ اور اسلام کا پیغام امن کانفرنس ملتان میں خطاب
- ★ محبوب العلماء پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم سے ملاقات
- ★ خانقاہ سراجیہ کنڈیاں [میانوالی] کے سالانہ اجتماع سے خطاب
- ★ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمان دامت برکاتہم سے تفصیلی ملاقات
- ★ شیخ الحدیث مولانا ارشاد احمد مہتمم جامعہ دارالعلوم کبیر والا سے تیمارداری کی۔
- ★ شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال مہتمم جامعہ قادریہ حنفیہ ملتان سے ملاقات
- ★ اس کے علاوہ ملک بھر کے بڑے دینی جامعات کے ذمہ داران، شیوخ الحدیث، اور علماء کرام سے ملاقاتیں اور بیانات۔ بالخصوص بہاولپور، صادق آباد، رحیم یار خان، ہری پور، ایبٹ آباد، پنڈی گھیب، صوابی، مظفر گڑھ، لیہ، میانوالی، جھنگ، چکوال، گوجرانوالہ، چکڑالہ اور دیگر شہروں کا دعوتی و مسکلی دورہ کیا۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ فقہ ہر انگریزی ماہ کی 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔

طریقہ: نام۔۔۔۔۔ رسید نمبر۔۔۔۔۔ خریداری نمبر۔۔۔۔۔ ایجنسی نمبر۔۔۔۔۔ ایڈریس۔۔۔۔۔
تعداد رسالہ۔۔۔۔۔ بابت ماہ۔۔۔۔۔ کار سالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کر لیا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجتا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلاً: محمد عبداللہ، رسید نمبر 234، خریداری 456، مکان نمبر 32، رانا اسٹریٹ ،
ڈاکخانہ حویلیاں، ہری پور، عدد 1، مارچ 2014۔

ہمیں خط لکھیں یا میج کریں اور ای میل بھی کر سکتے ہیں۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل و جرائد مرکز اہل السنۃ والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جا رہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [ماہنامہ فقہ] مرکز اہل سنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔
نوٹ: منی آرڈر سلف پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (نیا) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900
نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے:

[ماہنامہ فقیہ کے مستقل ممبر بننے دوستوں کے نام ماہنامہ فقیہ سبکدوش کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام:..... ولدیت:.....

رابطہ نمبر:..... ای میل:.....

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):.....

بینک کا نام:..... رقم جمع کرانے کی تاریخ:.....

مکمل ایڈریس:.....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فیل آپ کر کے سرکولیشن مینیجر ماہنامہ فقیہ کے نام

درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (ماہنامہ فقیہ) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتے پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزبان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا

S.M.S یا ای میل ☑ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون: ☎ 03326311808

ماہنامہ فقیہ ملنے کے پتے

فون نمبرز	علاقہ	ایجنسی ہولڈرز
03214602218	لاہور	دارالایمان
03342028787	کراچی	دارالایمان
03026410277	رائے ونڈ	دارالایمان
03339217613	پشاور	تحسین اللہ
03132317090	آزاد کشمیر	قاضی نوید حنیف
03006848042	کبیر والا	سلیم معاویہ
03084552004	ننکانہ صاحب	حبیب الرحمن نقشبندی
0333-6836228	میانوالی	مولانا محمد عثمان
03077375075	اٹک	مولانا عمر خطاب
03449251287	کوہاٹ	رحمت اللہ
03153759031	لاہور فیصل آباد	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03363725900	واں بھجراں	ضیاء الرحمن
03136969193	اوکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	قصور	مولانا عبد اللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبد اللہ شہزاد

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808